شہری

آپ کو اس حقیقت پہ ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ سمجھدار اور ذمہ دار شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروپ دنیا کو بدل سکتا ہے۔ بے شک یہی وہ کام ہے جو اکثر ہوجایا کرتا ہے۔

JANUARY - JUNE 2012 VOL. 24/NO.2

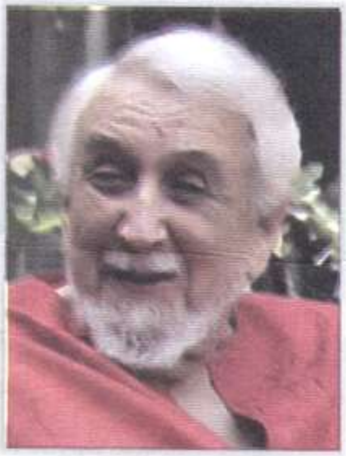

ماحول کی بہتری کے لئے شاندار خدمات سرانجام دینے کے اعتراف کے طور پر

جناب اردشیر کاؤس جی کو

Citizen Emeritus

ایوارڈ دیا جاتا ہے

اردشیر کاؤس جی کے ساتھ شہری کا تعلق طویل اور بہترین رہا ہے اگرچہ وہ کبھی بھی شہری کے باقاعدہ ممبر نہیں رہے لیکن وہ ہمارے ہردل عزیز اور معروف سربراہ ہیں۔

شہری نے پچیس سال کراچی شہر کے پارکوں، کھیل کے میدانوں، امینٹی پلاٹس اور ٹاؤن پلاننگ کی مختلف اسکیموں کے تحفظ میں گزارے ہیں اور اردشیر کاؤس جی ان کوششوں میں سے زیادہ تر میں ہمارے ہم قدم تھے۔ ان میں سے چند مشہور سلسلے کڈنی ہل پارک، باغ ابن قاسم کلفٹن، K.T.C کے گیارہ مختلف ڈپو، ڈیفنس میں عثمانی پارک، ٹرانس لیاری کے علاقے میں گٹر باغیچہ، کلفٹن میں گلاس ٹاورز اور کراچی کی دوسری بہت سی غیر قانونی تعمیرات شامل ہیں۔ اسی طرح S.R.T.C کے سندھ بھر میں پندرہ ڈپوؤں کے پلاٹس اور لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ، کراچی سے باہر ہماری کاوشوں کا ثبوت ہیں۔ ہم نے پانچ سال تک KBCA کی اوورسی کمیٹی کے ساتھ کام کیا اور کرپشن کے اس دور میں شفاف انداز میں کام کرکے دکھایا۔ کاؤس جی نے اپنی پُر اثر تحریروں، سیاسی اور حکومتی حلقوں میں اپنے تعلقات اور لوگوں کو اپنی پر اثر نصیحتوں کی صلاحیت کے باعث شہری کی مدد کی۔ انہوں نے شہری کے لئے وقت اور ذرائع عطیہ کرنے کے لئے عام شہریوں پر زور ڈالا۔

شہری کی ماحولیاتی تبدیلی کی اس کاوش میں اردشیر کاؤس جی کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر ہم ڈاکٹر کاؤس جی کو یہ سرٹیفکیٹ پیش کررہے ہیں۔

شہری ممبر شپ

صرف -/1000 روپے

2012ء کے لئے اپنی ممبر شپ کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری کا ساتھ دیجئے اور ایک اچھے شہری کے طور پر اس شہر کو صاف، صحت مند اور ماحول دوست جگہ بنانے میں اپنا کردار ادا کیجئے۔

شہری میں شمولیت اختیار کیجئے

C.B.E.-بنام شہری ...

R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400

34530646

نام:

فون (آفس):

فون (آفس):

پتہ:

پیشہ:

شہری

R-88، بلاک 2، PECHS، کراچی 75400، پاکستان۔

ٹیلی فون/فیکس:
9221-34530646 / 34382298

ایڈیٹوریل کنسلٹینٹ:
شیروک کمیونیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مینجنگ کمیٹی:

چیئر پرسن : سمیر حامد دودھی
وائس چیئر پرسن : ڈیرک ڈین
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خازن : عامرہ جاوید
ممبران : نورالدین احمد
محمد علی رشید
رونالڈ ڈی سوزا

شہری اسٹاف

کوآرڈینیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر: محمد ریحان اشرف

شہری کے بانی ممبران:

1۔۔۔ جناب خالد ندوی (ماہر معاشیات)
2۔۔۔ جسٹس قاضی فائز عیسیٰ
3۔۔۔ محترمہ حمیرا رحمٰن (آرکیٹکٹ)
4۔۔۔ جناب دانش آذر زوبی (آرکیٹکٹ)
5۔۔۔ جناب نوید حسین (آرکیٹکٹ)
6۔۔۔ بیرسٹر زین شیخ
7۔۔۔ ڈاکٹر قیصر بنگالی (ماہر معاشیات)

ایڈیٹوریل

کراچی میں موسم کی تبدیلی کی تیاری، عمل کی ضرورت

اب جب کہ موسم کی تبدیلی اور اس کے شہر پر ہونے والے اثرات کے بارے میں مختلف آراء اور مباحثے جاری ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ آنے والے وقتوں میں موسم کی تبدیلی سے ہونے والے اثرات سے بہتر انداز میں نمٹنے کے لئے ضروری اقدامات کا تعین کیا جائے۔موجودہ دور میں ہر شخص متفق ہے کہ عالمی ماحول میں تبدیلی آرہی ہے۔دنیا گرم سے گرم ہوتی جارہی ہے اور گذشتہ کئی سالوں میں شدید موسم طوفان، شدید بارشیں، سیلاب اور قحط وغیرہ بہت بڑھ گئے ہیں۔

ماحولیاتی تبدیلی اور شہروں کی تشکیل کے درمیان مضبوط تعلق کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس چیلنج کی شدت پہلے سے زیادہ واضح ہوگئی ہے۔شہری علاقے زمین کا صرف 2.8 فیصد ہیں۔دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں شہروں کی جانب آبادی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے جبکہ آبادی کی اتنی بڑی نقل مکانی سنجیدہ نوعیت کے مسائل جیسے غربت، قدرتی وسائل میں کمی اور ماحول کو خطرہ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔اس ماحولیاتی تبدیلی کے باعث کراچی میں مخصوص وسائل عام نظر آتے ہیں مثلاً موسم کے رویوں میں تیزی سے تبدیلی اور ماحول پر اس کے منفی اثرات وغیرہ۔اس سلسلے میں ہم انسانوں کو قدرتی توازن قائم رکھنے کے لئے بہت سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جن کے بغیر زیادہ عرصے گزارہ ممکن نہیں۔

اندرونی صفحات

1) لوگ اور زمین
صفحہ 3 - 4
2) موسمی تبدیلیوں پر ورکشاپ
صفحہ 5 - 8
3) کورٹ کیسز
صفحہ 9 - 13
4) سرگرمیوں پر ایک نظر
صفحہ 14 - 15
5) ڈھاکہ رپورٹ
صفحہ 16 - 17
6) سماجی احتساب کے لئے پروجیکٹ
صفحہ 18 - 19
7) درختوں کی کٹائی
صفحہ 20
8) انسانی حقوق اور قوانین پر ورکشاپ
صفحہ 21 - 24
9) کراچی میں ڈیریا ٹمو
صفحہ 25

کراچی میں ہم دیکھتے ہیں کہ شہری ماحول کی تباہ کاری کے بہت سے سامان ہورہے ہیں۔زمین اور پانی کے ایکو سسٹم تباہ ہورہے ہیں۔ہوا آلودہ ہورہی ہے اور قدرتی وسائل کا بہتر انتظام ناممکن ہوتا جارہا ہے۔جوں جوں کراچی کے سبزہ زاروں کو رہائشی پروجیکٹس میں تبدیل کیا جارہا ہے اور ساحلی زمین کو انسانی آبادیوں میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جارہا ہے اس سے ہمارے قیمتی ساحلی قدرتی اور حیوانی حیات کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ہم دفاع کے وہ تمام قدرتی ذرائع اپنے ہاتھ سے تباہ کرتے جارہے ہیں جو ہمیں ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے بچا سکتے ہیں۔شہر کے عمومی علاقوں کی بری منصوبہ بندی کے باعث ماحول اور سماجی زندگی میں شدید دباؤ آتا جارہا ہے۔شہری زندگی میں بے ہنگم پھیلاؤ کی وجہ سے شہری سہولتوں کی صورتحال خطرناک حد تک خراب ہوچکی ہے اس ضمن میں پریشان کن بات یہ ہے کہ قوانین میں تبدیلی کرتے ہوئے اس طرح کے نئے قوانین بنائے جارہے ہیں کہ جن سے شہری ماحول کو نقصان پہنچانے والے عناصر بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں یعنی چند لوگوں کے فائدے کی خاطر شہری اکثریت کو مشکل میں ڈالا جارہا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 17

ہم معاونت کا خیر مقدم کرتے ہیں

دلچسپی رکھنے والے معاون مصنف رہنمائی کے لئے شہری کے دفتر سے رابطہ کرسکتے ہیں۔شہری نیوز لیٹر پڑھنے والوں میں طلبہ، پیشہ ور افراد، ماہرین ماحولیات، پالیسی ساز NGO's اور دیگر ادارے شامل ہیں۔
اس میگزین میں درج خیالات سے ایڈیٹوریل کنسلٹنٹ اور مینجنگ کمیٹی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

ڈیزائن: شیروک کمیونیکیشن پرائیویٹ لمیٹڈ
پرنٹرز: ثمینہ پرنٹرز، فون: 0334-3445241

اس نیوز لیٹر کی پرنٹنگ کے لئے شہر یفریڈرک نومان فاؤنڈیشن کی مدد کا شکر گزار ہے۔

Member of IUCN The World Conservation Union

لوگ اور زمین

سماجی انصاف کے لئے کمیونٹیز کو بااختیار بنانا

شہر کراچی ایک مطالعہ (سہ ماہی رپورٹ اکتوبر۔دسمبر 2011)

سیکشن I

سرگرمیوں اور نتائج کے سنگِ میل کا جائزہ:

سفر کے چوتھے مرحلے میں پائیدار اصلاحات پر توجہ مرکوز رکھی گئی۔ سماجی اجتماعیت کے لئے قائم کردہ فورم کے ذریعے خوشحال گاؤں کے منصوبے پر عمل درآمد کیا گیا جب کہ بھلائی گاؤں کمیٹی اور بھلائی گاؤں اتحاد پہلے ہی قائم کیا جاچکا ہے۔ یہ منصوبہ اس لئے بنایا گیا تاکہ کمیونٹی اور متعلقہ خدمات پر مامور افراد کے درمیان صحت و تعلیم کے شعبہ میں کمیونٹی اسکور کارڈ منظم کرنے کے مراحل کی تکمیل کے لئے ایک مشاورتی اجلاس منعقد کروایا جاسکے۔ اس کے علاوہ اس سے متعلق تحقیقات کو عوامی معلومات کے کتابچے کی حتمی شکل بھی دی جاسکے۔

اس کے علاوہ حتمی کتابت اور اس کے خاکے شروعات بھی کی گئی ہیں۔ شعبہ صحت میں کمیونٹی کارڈ کو منظم کرنے کے لئے لیڈی ہیلتھ ورکرز کا انتخاب کیا گیا جبکہ شعبہ تعلیم میں گوٹھ کے اسکولوں کو بنیادی خدمات مہیا کرنے کا مرکز بنایا گیا جہاں کمیونٹی اسکور کارڈ کو بھی مدِ نظر رکھا جائے گا۔ گروپ ڈسکشن کی کارروائی بھی ہوئی جس میں کمیونٹی، شعبۂ تعلیم متعلقہ منصوبے سماجی اور ماحولیات وغیرہ کے ماہرین کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا جاتا رہا۔ ایک ورکشاپ بھی منعقد کروائی گئی جس میں کچھ متعلقہ این۔جی۔اوز کو جو خدمات کے مختلف شعبوں میں کام کررہی ہیں کو دعوت دی گئی اور کمیونٹی کے ساتھ ان کا رابطہ قائم کروایا گیا تاکہ کمیونٹیز اس سلسلے میں پیش آنے والے مشترکہ مسائل اور ان کے حل کے لئے آپس میں تبادلۂ خیال کریں اور اس موضوع پر بھی مشاورت کریں کہ انہوں نے مسائل کے حل کے لئے کون سے متبادل طریقے استعمال کئے۔

سیکشن II

کمیونٹی اسکور کارڈ:

صحت کے شعبے میں سرکاری خدمات پر مامور لیڈی ہیلتھ ورکرز کا انتخاب کیا گیا۔ خاندانی منصوبہ بندی کا قومی پروگرام، بنیادی صحت کا پروگرام جس کو لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کے نام سے بھی جانا جاتا ہے کا تعارف 1994ء میں کرایا گیا جس کے ذمہ دیہی اور نیم شہری اور پسماندہ لوگوں کو بنیادی صحت کی معلومات فراہم کرنا ہے اور ان اقدامات کی وجوہات یہ ہیں:

1) بچوں کی پیدائش اور اموات کی بلند شرح۔
2) نسبتاً کمزور جمہوری حکومت۔
3) جسمانی طور پر کمزور آبادی کا بڑھتا ہوا تناسب
4) بنیادی صحت عامہ کی سہولیات کی کم یابی۔

ان تینوں گوٹھوں کو ان خدمات پر کمیونٹی اسکور کارڈ مرتب کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس سلسلے میں پہلے لیڈی ہیلتھ ورکرز کی خدمات کے بارے میں اور اس کے بعد ایک تفصیلی معلوماتی اجلاس ان گوٹھوں میں بلایا گیا جس میں ان کمیونٹی اسکور کارڈ کے مراحل، مقاصد اور اہداف کے متعلق بتایا گیا۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ کمیونٹی خود اس میں کس طرح حصہ لے سکتی ہے۔

اس سارے منصوبے کو واضح طور پر سمجھانے کے لئے خاص طور پر تیار کئے گئے بصری بورڈ بھی دکھائے۔ متعلقہ شعبے کی انتظامیہ اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کے اسٹاف کے ساتھ ہی ایک میٹنگ رکھی گئی جس میں یہ وضاحت کی گئی کہ وہ کیسے اس پروگرام میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لے سکیں گے۔ اس میٹنگ کے بعد ایک سیمینار

میں C.B.R شہری کی پراجیکٹ ٹیم کی مدد سے ان پٹ اسکور، ٹریکنگ کارڈ اور کمیونٹی اسکور کارڈ تیار کئے گئے اس کے بعد خود احتسابی کارڈ تیار کئے گئے۔ آخر میں اس سارے عمل کا مکمل اعادہ کمیونٹی اور خدمات پر مامور افراد نے باہمی مشاورت سے منصوبے کو حتمی عملی شکل دے کر کیا۔ تعلیم کے شعبہ میں گوٹھ میں کام کرنے والے بنیادی اسکول کے مراکز جو کہ سندھ حکومت کی زیرِ نگرانی چل رہے ہیں، سندھ کے تعلیمی اصلاحی پروگرام کا انتخاب کیا۔

چوتھا ستون اساتذہ کی مقامی سطح پر میرٹ پر بھرتی، اساتذہ کی تعلیم و تربیتی پروگراموں میں بہتری کا احتساب ہے۔ رب رند گوٹھ کے پرائمری اسکول کے ماحصل اور ٹریکنگ اسکور کارڈ کی تیاری کے لئے اس سلسلے میں کسی مشاورت اور تحقیق کے کام کے لئے تمام ضروری معلومات جمع کی گئی۔ اس کے بعد تین اور نئے اجلاس بھی بلائے گئے جس میں کمیونٹی سکور کارڈ، خود احتسابی سکور کارڈ اور کام کی منصوبہ بندی کو حتمی شکل دی گئی۔

صحت اور تعلیم کے شعبہ میں کمیونٹی سکور کارڈ کا مرحلہ تقریباً مکمل کیا جا چکا ہے جبکہ حتمی رپورٹ کی تیاری کے لئے نتائج کو مرتب کیا جا رہا ہے۔

عوامی آگاہی کے لئے کتابچہ:

سب سے پہلے ایک عوامی بیداری بروشر کا جامع تصور اور اس کی شکل متعلقہ ماہرین کی، کمیونٹی کے ساتھ مشاورت میں طے کیا گیا، جب کہ تحقیق اور چھپائی کا کام ایک غیر منافع بخش تنظیم کو دیا گیا جو کہ دیہی علاقوں میں کام میں مہارت رکھتی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 26

موسم کی تبدیلی پر ورکشاپ

24 اپریل، 2012

کچھ عرصہ قبل شہری علاقے دنیا کا 2.8% تھے اور 2008ء تک دنیا کی 50% آبادی شہر میں منتقل ہو چکی ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں بھی شہروں میں منتقلی بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے جس کی وجہ سے غربت، قدرتی ماحولیات وغیرہ پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

شہری بستی قائم ہونے اور آبادی میں تیزی سے اضافہ کی صورت ترقی پذیر ممالک میں نہ ہی ان کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اور نہ ہی زمینی وسائل کے محدود استعمال کو باقاعدہ شکل دی ہے۔ شہری ترقی اور ماحولیاتی خرابی کوئی نئی بات نہیں ہے۔ 1976 میں Habit Conference نے شہری آبادی میں اضافے کو عالمی ترقی کے چیلنج کے طور پر پیش کیا۔ 1992ء میں قابل برداشت انسانی آبادی کا تصور Rio Summit میں متعارف کروایا گیا۔ آبادی کانفرنس جو کہ 1996ء میں منعقد ہوئی کے ایجنڈے میں تیزی سے بڑھتی ہوئی شہری آبادی کے لئے نئے ذرائع اور منصوبہ بندی پر زور دیا گیا۔

بہر حال شہری آبادی میں تیز اضافے اور آب و ہوا کی تبدیلی کی اگر کڑی ملائی جائے تو ان چیلنجز (خطرات) سے نمٹنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا شہر ہے اور ملک کا صنعتی مرکز ہے۔ جس کی GDP کی شرح $5,400 ہے۔ تازہ ترین سرکاری تخمینے کے مطابق کراچی کی شہری آبادی تقریباً 14.5 ملین ہے۔ شہر کی ظاہری حالت اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ یہ نہایت تیزی سے بڑھنے والا شہر ہے۔ اس کی صنعتوں میں جہازی کمپنیاں، تجارت، مالیاتی ادارے، I.T کمپنیاں، میڈیا، رئیل اسٹیٹ اور تعلیم شامل ہیں۔ کراچی کی قدرتی بندرگاہ یعنی بحیرۂ عرب پر واقع ہے اور یہ پاکستان کی اہم بندرگاہ ہے۔ انڈیا اور مشرق وسطیٰ کے درمیان واقع ہے۔ مرکزی محل وقوع کی وجہ سے کراچی صدیوں سے اہم تجارت گاہ ہے اور بڑھتی ہوئی طلب کے مطابق شہر کے بنیادی ڈھانچے، مثلاً سڑکیں، پانی کی پائپ لائن، سیوریج وغیرہ کے نظام میں ترقی کی ضرورت ہے۔

ایک تحقیقی منصوبے ایشین گرین سٹی انڈیکس جس میں معاشی ماہرین نے سیمنز کمپنی کے تعاون سے 2011ء میں 22 بڑے ایشیائی شہروں کی ماحولیاتی کارکردگی کا جائزہ لیا جس میں شہر

کراچی کو سب سے نیچے رکھا گیا۔ دوسری اہم ماحولیاتی کارکردگی کے علاوہ عمارات اور زمینی وسائل وغیرہ میں بھی کراچی کو اوسط سے نیچے کی سطح جبکہ پانی کے اعداد وشمار کے لحاظ سے یہ بمشکل اوسط کی سطح کو چھو رہا ہے۔

شہری سٹیزن پراجیکٹ، آرکیٹکچر اور منصوبہ، این ای ڈی یونیورسٹی اور فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے مالی تعاون سے ایک مطالعاتی سروے رکھا جس کا مقصد کراچی کی ماحولیاتی حالت کی بہتری ہے۔ اس سروے میں شہری آبادکاری اور آب وہوا میں

تبدیلی کے تناظر میں کراچی شہر کی ترقی کو مدِنظر رکھا گیا۔ اس پروفائل کو کراچی موسمیاتی تبدیلی سے موافقت کی حکمت عملی کا روڈ میپ بھی کہا جاسکتا ہے۔ شہری آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونے کی وجہ سے شہر کو جو ممکنہ خطرات لاحق ہوسکتے ہیں جن میں شہروں میں طبعی تبدیلی، قدرتی ماحولیات وغیرہ میں اہم تبدیلی جو کہ اس آبادی کا بندوبست کرنے کے مراحل، سرگرمیوں کی وجہ سے شہر کراچی کو درپیش ہے۔

تمام سفارشات شہر کی اس کے حالات کے مطابق ممکنہ موسم کی

تبدیلیوں اور اس کے نتائج سے مؤثر طور پر نمٹنے کے لئے کی گئی ہیں۔

یہ تحقیق کراچی پاکستان کے حوالے سے پہلی کوشش ہوگی۔ شہری پالیسی اور فیصلہ سازی کرنے والوں کے لئے رہنما دستاویز ہے نہ صرف کراچی بلکہ دوسرے قومی شہری مراکز کے لئے بھی مزید تحقیق اور عمل کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اس سلسلے میں اسٹیک ہولڈرز کی ورکشاپ کا انتظام 24 اپریل 2012ء کو ریجنٹ پلازہ میں کیا گیا جس میں متعلقہ اسٹیک

ہولڈرز کے ساتھ مشاورت کی اور کراچی کے حالات کے مطابق موسمیاتی تبدیلی کی حکمت عملی میں بہتری لانے کے طریقوں پر غور کیا گیا۔ مس عنبر علی بھایانی (جنرل سیکریٹری) شہری CBE کے اس سروے کے حوالے سے اس کے اہم مقاصد پر روشنی ڈالی۔ مسٹر رونالڈ ڈی سوزا نے عالمی حوالے سے موسمیاتی تبدیلیوں کے جبکہ این ای ڈی یونیورسٹی کے آرکیٹکچر ڈیپارٹمنٹ کے ڈاکٹر نعمان احمد نے اس کے طریقوں، تحقیق، تجزیاتی اسباب کو واضح کیا۔ کراچی شہر کو پائیدار بنانے کے لئے اس کی جزئیات تلاش کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

فرحان انور جو کہ شہری C.B.E (پراجیکٹ شہر قائد) کے قائد ہیں نے ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے موسمیاتی تبدیلی کے تناظر میں کمیونٹی اور اثاثوں کو لاحق خطرات کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا۔ انہوں نے ممکنہ خطرات اور اس کے اثرات سے متعلق مطلوبہ تحقیق اور وسائل کی کمی کا بھی حوالہ دیا۔

اہم سفارشات میں سیلابی خطرے کا علاقہ، سطح آب کی دیکھ بھال کا پلانٹ، زیرزمین پانی کی پالیسی کی تیاری، پانی اور توانائی کے زیاں میں کمی، سبزے میں اضافہ، پانی اور توانائی کے سلسلے میں مشاورت کا عمل، زمین کے استعمال کی خلاف ورزی کی روک تھام شہری علاقوں میں زرعی طریقوں کو برقرار رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی جس میں اس سروے کے تمام اہم پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد ایک مؤثر اجلاس ہوا جس میں موجود لوگوں نے شہری کی کوششوں کو سراہا اور سفارشات اور تجاویز بھی پیش کیں۔ اس اجلاس میں شریک لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اس سروے کی سفارشات پر عملدرآمد کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ تصاویر، نقشوں وغیرہ کی بھی نمائش کی گئی۔ اس کے بعد اعادہ کے طور پر وکالت کی مہم بھی متعارف کروائی جس میں معروف اشاعتی اداروں میں آرٹیکلز لکھے جائیں گے۔ ایک مہم اخبارات کے ایڈیٹر کو خط لکھنے کی چلائی گئی اور اس کے نتائج سے اہم فیصلہ سازوں کو آگاہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

موسم کی تبدیلی پر ورکشاپ

(24 اپریل، 2012 - تصاویر)

کراچی کے سندھ ہائی کورٹ میں

Constitutional PetitionNo. D-1210 of 2012 (*)

درخواست گزار

1) محمد راجپر
ولد راجپر
مسلم، بالغ
رہائش 149-F
بلاک۔2، PECHS، کراچی۔

2) امیر علی بھائی
زوجہ شبیر علی بھائی
مسلم، بالغ
رہائش 145-Q
بلاک 2، PECHS، کراچی۔

3) نعمان خان
ولد ایم اختر خان
مسلم، بالغ
رہائش بلاک 2، PECHS، کراچی۔

4) ممتاز حفیظ
زوجہ یحییٰ حفیظ
مسلم، بالغ
رہائش 145/G
بلاک 2، PECHS، کراچی۔

5) محبوب خان
ولد عدنان اسد
مسلم، بالغ
رہائش 40/1، بلاک 3
اسکیم 5 کلفٹن، کراچی۔

6) ماہین خان
زوجہ شاہد خان
مسلم، بالغ
رہائش D-4، بلاک۔3،
اسکیم 5 کلفٹن کراچی۔

7) رولینڈ ڈی سوزا
ولد ج۔ ایم۔ ڈی سوزا
عیسائی، بالغ
رہائش 285 GRE،
گارڈن ایسٹ، کراچی۔

8) شہاب غنی خان
ولد
مسلم، بالغ
رہائش کراچی۔

9) عارف بالاگامی
ولد محمد معین الدین بالاگامی
مسلم، بالغ
رہائش R-33 East 10th اسٹریٹ،
فیز 1، DHA، کراچی۔

10) حامد میکر
ولد ابراہیم میکر
مسلم، بالغ
رہائش 11-A-1/2، 2nd
گزری اسٹریٹ، فیز 4، DHA، کراچی۔

11) منیر احمد
ولد وزیر احمد
مسلم، بالغ
رہائش B-2، بلاک C،
نارتھ ناظم آباد، کراچی۔

12) شہری۔سی۔بی۔ای
سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے
تحت بنائی گئی ایک سوسائٹی۔
اس کے چیئرمین سمیرا ہیج دودھی کے ذریعے
مقام دفتر R-88 بلاک۔2،
PECHS، کراچی۔

مدعا علیہ

1) بلدیہ عظمیٰ کراچی۔
بذریعہ منتظم
پہلی منزل۔سوک سینٹر،
گلشن اقبال، کراچی۔

2) حکومت سندھ
بذریعہ سیکریٹری شہری منصوبہ بندی،
سندھ سیکریٹریٹ، کراچی۔

3) سندھ تحفظ ماحولیات ایجنسی
بذریعہ ڈائریکٹر جنرل
ST-2/1، سیکٹر 23،
کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی۔

4) سندھ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی۔
بذریعہ ڈائریکٹر جنرل،
سوک سینٹر، گلشن اقبال، کراچی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 199 کے تحت درخواست

مدعا علیہ نمبر 1 کی سرسید روڈ کے ٹکڑا جو کہ PECHS کے بلاک 2 اور 3 کے درمیان خالد بن ولید روڈ سے کشمیر روڈ تک جارہی ہے (متعلقہ سڑک)، ساتھ ہی انفرادی پلاٹ جن کا نمبر F-6، F-2، F-1، بلاک نمبر 3، اسکیم 5 کلفٹن اور پلاٹ نمبر A-67/1، بلاک 1، شاہ فیصل کالونی میں ہے۔ (مجموعی طور پر متعلقہ پلاٹ) جو کہ نوٹیفکیشن نمبر / Legal Advisor 2011 / 7772 بتاریخ 28.12.2011 میں ہے (ذیل میں قابل اعتراض دستاویز) تجارتی استعمال کے لئے غیر قانونی اور وقتی کاروائی کی خواہش سے متاثر، درخواست گزار، مندرجہ ذیل حقائق اور بنیاد پر درخواست داخل کررہے ہیں۔

☆ قابلِ اعتراض دستاویز کی ایک حقیقی کاپی "Annex-A" کے طور پر منسلک کی جارہی ہے۔

درخواست گزار بااحترام مندرجہ ذیل عرض گزار ہے۔

1) یہ کہ درخواست گزار 1 تا 11 شہری ذہن رکھنے والے افراد ہیں اور درخواست گزار نمبر 12 ایک غیر منافع بخش تنظیم ہے جو کہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ یہ تمام رہائشی علاقوں کے ماحول کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ کسی سڑک یا/اور پلاٹ کی دوبارہ درجہ بندی/تجارتی، قانونی اور شہریوں کے بنیادی حق کے مطابق ہو بشمول ان کے اپنے جو نتیجے کے طور پر انحراف نہ ہو۔

2) درخواست گزار نمبر 1 تا 4 متعلقہ سڑک کے اردگرد رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ درخواست گزار نمبر 5 اور 6 متعلقہ پلاٹ کے قریب رہتے ہیں۔ درخواست گزار نمبر 7 ایک معروف انجینئر اور درخواست گزار نمبر 8 اور 9 ایک معروف آرکیٹیکٹ ہونے کی وجہ سے جدید شہری منصوبہ بندی کے تصور سے اچھی طرح واقف ہیں اور رہائشی علاقوں کی وقتی اور انکل پچو تجارتی بنانے کے اثرات جانتے ہیں جو کہ شہر اور اس کے رہائشیوں کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہوگا۔

3) مذکورہ روڈ پی ای سی ایچ کی ماسٹر پلاننگ کے مطابق علاقہ کے رہائشی منصوبے کا حصہ رہا ہے اور ان میں سے ہر ایک ہزار یا دو ہزار گز کے قریب ہے۔ یہ تمام کے تمام انیس پلاٹ اس روڈ سے متصل ہیں جن کو رہائشی قرار دیا گیا ہے۔ ا ن میں 1 7 خالصتاً رہائشی مقاصد کیلئے زیر استعمال جبکہ صرف 2 غیر قانونی طور پر تجارتی سرگرمیوں کے لئے استعمال ہورہے ہیں جبکہ تمام 19 پلاٹوں کی تعمیر رہائشی طرز پر کی گئی ہے (یعنی ایک منزلہ یا دو منزلہ) جبکہ ان پلاٹس کی لیز میں خاص طور پر یہ بات شامل ہے کہ ان پلاٹوں کو رہائشی مقاصد تک محدود رکھا جائے گا۔ (لیز کے فارم B کی نقل (Annex 'A' کے طور پر اور علاقائی نقشہ بلاک 2 اور 3 پی ای سی ایچ (Annex 'B1' & 'B2') کے طور پر منسلک ہے جس سے متعلقہ سڑک کا خاکہ واضح ہے۔

4) اس حوالے سے یہ بات واضح کرنا مناسب ہوگا کہ آئینی درخواست نمبر 1 4 3 4 2 0 1 1ء (CP1434/2011) ایک رہائشی پلاٹ جو متعلقہ روڈ پر واقع ہے۔ (پلاٹ نمبر اے161 کو اسی بنیاد پر چیلنج کیا گیا اور اس کو تاحال تجارتی بنیاد پر بحال نہیں کیا گیا۔ 10-5-2011 کو معزز عدالت نے ایک درخواست بہ طرز سی ایم اے نمبر 6578/11 پر ایک اسٹیٹس کو کا آرڈر پاس کیا ۔ بشمول اب کالعدم شہری حکومت کے جو کہ مدعا علیہ نمبر 1 کی جگہ ہے یہ کہ وہ کوئی ایسا مستقل کرنے کیلئے قدم نہ اُٹھائے جو کہ کمرشلائزیشن کے متعلق NOC پر اعتراض کی بناء پر ہے۔ (درست کاپی جو کہ CP 1434/2011، CMA No. 6 5 7 8 / 1 1 کے درخواست کے ہو اور بتاریخ 10.5.2011 کے حکم کی کاپی , "Annex "C1) ("C3" کے طور پر منسلک ہے۔ شہری حکومت کی ویب سائٹ سے ایک صفحہ جو اس کے کالعدم ہونے کو واضح کرتا ہے۔ "Annex "D کے طور پر منسلک ہے)

5) متعلقہ روڈ کے حوالے سے یہ بات بھی توجہ کی متقاضی ہے کہ ایک یادداشت بتاریخ 23-12-2010 کو 'Annex-'F سے درخواست کی میمو میں C1434/2001 اس کے ساتھ جوابی ایفی ڈیوٹ جو کہ کالعدم سی ڈی جی کے جانب سے مذکورہ معاملے سے متعلق ہے داخل کی گئی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پلاٹ نمبر A-161 کے مالک کی درخواست برائے تبدیلئ زمین ابتداء ہی میں سی ڈی جی کے کی طرف سے مسترد کی گئی تھی۔ اس بنیاد پر کہ متذکرہ پلاٹ اعلان کردہ کمرشل روڈ پر واقع ہی نہیں تھا۔

بہر حال اس کیس میں قیاس ہے۔ یہ ایک کیس مالک کی طرف سے داخل کیا گیا ہے اور یہ سارا معاملہ کمرشلائزیشن کمیٹی نے بغیر ان اعتراضات کو اٹھائے یہاں تک کہ تبادلۂ خیال بھی کئے بغیر جو انفرا اسٹرکچر اور سہولیات کے حوالے سے لاگو ہوتے تھے، سرسری طور پر پاس کردیا گیا۔

مندرجہ بالا بیان کو اس بات سے بھی جان سکتے ہیں جیسا کہ میمورنڈم بتاریخ 23-12-2010 میں بیان کی گئی ہے مترشح ہے کہ علاقہ کا سروے عجلت میں کیا اور یہ مشاہدہ بے نقاب کیا گیا کہ دوسرے پلاٹ تجارتی بنیادوں پر استعمال ہورہے ہیں اور منتقلی زمین کے استعمال کی اجازت غیر منطقی طور پر سابق ایڈمنسٹریٹر نے سی۔ڈی۔جی۔کے نے اس بنیاد پر دی ہے۔

اسی طرح اس بات کا ثبوت ہے کہ عوامی ادارے کالعدم سٹی گورنمنٹ کی قیادت میں اپنے مقاصد بے ایمانی سے تضاد اور اصولوں کے خلاف غلط انداز میں وضاحت کرکے حاصل کرتا ہے۔ (میمورنڈم کی نقل بتاریخ 23-12-2010 اور CDGK کی جانب سے وصول کردہ ایفی ڈیوٹ کے متعلقہ اینکرز 'E1' - 'E2' کے طور سے منسلک ہے۔

6) پلاٹ نمبر F-1، F-2، F-6 بلاک 3 اسکیم 5، کلفٹن (جس کو مجموعی طور پر کلفٹن پلاٹس کہا جاتا ہے) اور پلاٹ نمبر A-1/67، بلاک 2 شاہ فیصل کالونی (شاہ فیصل کالونی پلاٹ) بھی شروع ہی سے رہائشی بنانے کا ادارہ تھا جبکہ پلاٹ کے اردگرد کے علاقے کو بھی رہائشی مقاصد کے لئے بنایا گیا تھا۔

7) کلفٹن پلاٹ جس میں ہر ایک 2000 گز کا ہے پلاٹ F-1، F-2 شاہراہ سعدی میں واقع ہے جبکہ پلاٹ نمبر F-6 جو کہ دو لین کے کونے پر جو محض 30 فٹ 40 منٹ چوڑائی میں ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ بھی رہائشی علاقے کے طور پر نامزد کئے گئے ہیں۔ اسی طرح شاہ فیصل کالونی کا پلاٹ جو کہ صرف 1526 گز کا ہے اور 30 فٹ چوڑی رہائشی سڑک پر ہے۔ (علاقائی نقشہ شاہراہِ سعدی کا کلفٹن کے پلاٹ کے لوکیشن اینکرز E1-E2 منسلک ہے۔

8) کلفٹن پلاٹ کے حوالے سے یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ پلاٹ نمبر F-8 بلاک 5 کلفٹن یہ بھی شاہراہِ سعدی پر واقع ہے جس پر تعمیرات کا کام روک دیا گیا ہے اس کو تجارتی بنیادوں پر تعمیر کی اجازت دے دی گئی لیکن بعد میں واپس لے لی گئی اس بنیاد پر کہ ہم پہلے ای۔آئی۔اے سے نے اس پورے روڈ کو تجارتی بنیادوں پر تعمیر کی اجازت نہ دی۔ پاکستان کے ماحولیاتی تحفظ کے ایکٹ 1997 کے تحت (پی ای پی اے)۔

(پلاٹ نمبر F - 8 سے متعلق تمام دستاویزات انیکور 'G1' سے 'G2' کے طور پر منسلک ہیں)

9) بہر حال مدعا علیہ نمبر 1 نے انجام دے بے پرواہ ہوکر متعلقہ سڑک اور پلاٹ کمرشلائز کرنے کی کوشش کی ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اختیار نہ تھا اور نہ کسی قسم کا پبلک نوٹس جاری کیا نہ عام لوگوں کے اعتراضات داخل کرانے کے بنیادی حق کو ملحوظ خاطر رکھا مزید برآں اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے EIA نے کوئی متعلقہ سڑک اور پلاٹ کے لیے کوئی تاریخ بھی منعقد نہ کروائی نہ شاہراہ سعدی پر اور نہ ہی اور نہ ہی دوسرے سڑک پر جس پر متعلقہ پلاٹ موجود ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مدعا علیہ No.3 اپنی فرائض کی انجام دہی یعنی مدعا علیہ نمبر 1 کے غیر قانونی اقدام کا اندازہ کرسکے سے غافل ہے۔

10) یہ بات واضح کرنا بھی مناسب ہوگا کہ درخواست گزار نمبر 12 باقاعدگی سے مختلف شہری ایجنسیوں بشمول مدعا علیہ نمبر 1 اور کالعدم شہری حکومت) کو توجہ دلاتا رہا۔ سڑک اور پلاٹس کی کمرشلائزیشن کے طریقہ کار کے متعلق جو حصول آزادی معلومات کے ایکٹ 2006 کے مطابق ہے خاص طور پر شہری منصوبہ بندی کے عناصر (اگر کوئی ہو)

بہر حال یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام کو اس غیر قانونی کاروائیوں کے خلاف درخواستیں دائر کرنے کا پورا حق حاصل ہے لیکن اس سلسلے میں ایک بھی درخواست موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی ذمہ دار سے ملاقات کرکے ردِ عمل ظاہر کیا گیا سوائے خاموشی کے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ اپنے جرم کو چھپانے اور سول سوسائٹی

کی ان کو نگرانی کرنے کی کوشش کو ناکام بنانے کے لئے ، کراچی کی شہری انتظامیہ نے چپ سادھ رکھی ہے۔

11) مزید یہ کہ مدعا علیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ماحولیاتی آفتیں جو کہ علاقے میں ناقص منصوبہ بندی، وقتی کمرشلائزیشن کی وجہ سے ہیں اور وہاں کے رہائشی کو پریشانیوں کا سامنے ہے۔ درخواست گزار نمبر 12 نے ایک خط بتاریخ 20-02-2012 مدعا علیہ نمبر 1 کو ان کے مختلف فرائض کے سلسلے میں لکھا تھا کہ کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ (اس خط کی اصل بتاریخ 20-02-2012)(انیکزر I منسلک ہے)

12) درخواست گزار کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ زیر استعمال زمین جو بھی تبدیلی ہو وہ قانون کے مطابق ہو۔ تمام مراحل شفاف اور منظم طریقے سے ہوں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ علاقے کا مناسب سروے کیا جائے اس کے ساتھ شہری ڈھانچے میں مناسب بہتری لائی جائے اور وہاں کی ریاستوں کو پورا موقع دیا جائے اپنے اعتراضات کے ٹینڈر اور سماعت کے قابل بنانے کا۔ مزید برآں درخواست گزار کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ شہری حکومت یا ایجنسی کی درخواست جانچ کے لئے کہ وہ قانونی ہیں یا نہیں جس کی ان کو پیش کش کی جارہی یا لی جارہی ہے کہ وہ مکمل معلومات حاصل کریں۔

13) اور یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 کے عمل سے کوئی تکلیف پہنچتی ہو اور اس کا تدارک نہ کیا جارہا ہو تو درخواست گزار اپنی ہرجانہ کی درخواست مندرجہ ذیل بنیاد پر کرسکتا ہے۔

وجوہات:

(a) رد کی ہوئی یادداشت کا بلاشرکت غیرے مالک ہے اور مدعا علیہ کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ مستی استعمال کو کمرشل بنیادوں پر یا تفریحی بنیادوں پر جیسا کہ رد کردہ یادداشت کو غلط سمجھا جائے گا اور اس قانونی پابندیاں لگائی جائیں گی۔

(b) کوئی رہائشی سڑک ہی کیوں نہ ہو اس کا مناسب سروے کیا جائے گا اور عدالت کے ٹاؤن پلاننگ کے اصولوں کے مطابق اس کو کمرشلائز کیا جائے گا۔

(c) رد کردہ یادداشت یقیناً بے ایمانی کی بنیاد پر ہی سمجھ کر کی جارہی ہوتی ہے اس لئے اس درخواست گزار کی حمایت کی جائے گی جس نے زیر استعمال زمین کی درخواست ایک چیلنج ہے یا پھر اس کی جس کو اس مخصوص پلاٹ کی کمرشلائزیشن میں دلچسپی لے گا۔

(d) اور یہ کہ مدعا علیہ نمبر 1 تعاقہ سڑک یا متعلقہ پلاٹ میں ٹاؤن پلاننگ کی شرائط میں سپریم کورٹ کی وضاحت کردہ صوابدید کی تشکیل کی تکمیل کے بغیر تبدیلی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ ارباب اختیار اس بات کو یقینی بنائیں کہ کوئی بھی فیصلہ مندرجہ ذیل کے مطابق ہو۔

(1) واضح منصوبہ (2) واضح پالیسی بیان
(3) واضح قواعد (4) واضح
(5) واضح دریافت (6) واضح مثال اور
(7) شفاف غیر رسمی طریقہ کار اور ان سب کا نچوڑ جو پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 میں شامل ہے۔

(e) نعمان کنسٹیلو شاہراہ سعدی کلفٹن کے کیس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کسی سڑک کو تجارتی بنانے سے پہلے ایک ماحولیاتی اثرات کی جانچ کرنا ضروری ہے۔ کسی بھی سڑک یا پلاٹ تجارتی بنانے کے لئے اس حکمت عملی سے گزارنا چاہیے اور یہ کہ اس کے بغیر متعلقہ روڈ یا سڑک کو تجارتی بنیادوں پر دیا جائے وہاں کئی منزلہ عمارتیں تعمیر کرلی جائیں گی ، جو کہ درخواست گزار حق آسائش کا استحصال کرتی ہیں۔ مزید یہ کہ ان سیوریج، پانی، بجلی، انفرااسٹرکچر کی سہولیات بلدیاتی امور و استعمال کو بڑھاتی ہیں جو کہ متعلقہ علاقے کے رہائشیوں کے لئے ناکافی ہیں جبکہ اسی پلاٹ یک منزل مکان میں 10 سے 12 لوگ رہتے تھے کہ، ایک نئی 10 منزلہ عمارت کی آبادی 400-500 لوگوں کی ہوتی ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ لوگوں کو ایک ناقابل برداشت پروجیکٹ دیا جائے جب کہ وہاں ہی ناقص اور ناکافی مادی اور سماجی سہولیات کا سامنا ہے اور قرب و جوار کے فطری ماحول کو مکمل طور پر تباہ و برباد کردیا جائے ۔ مزید یہ کہ G اور جی ون کے رہائشی علاقوں میں 16 اور اس سے زیادہ کی عمارت بالکل ہی بے محل ہوگی اپنے تمام اندرونی اور بیرونی مسائل کے ساتھ۔

(f) مزید یہ کہ مذکورہ بالا سے بغیر کسی تعصب کے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ مذکورہ پلاٹ پر یا اس سے متصل سڑک پر تجارتی بنیاد پر تعمیر مزاحمت، گنجانیت، پانی کی کمی، سیوریج اور بجلی کی طویل لوڈ شیڈنگ کا باعث بنے گا۔ اس کے علاوہ صحت و صفائی کی ناقص صورتِ حال اور ٹریفک کے بے تحاشا بہاؤ اور پارکنگ کے مسائل کو پیدا کرے گا۔ اس کے علاوہ غیر قانونی تعمیرات سے ماحولیاتی تکالیف پر بھی منتج ہوگا۔ اس سے شور میں اضافہ ہوگا۔ فضا کی آلودگی میں اضافہ ہوگا ان حالات میں کم آبادی والے رہائشی علاقوں کی آسائش کے حق، اس کے ساتھ ساتھ درخواست گزار کا اپنے گھر میں پرسکون گزارنے کے حق کو بھی خطرات لاحق ہیں۔

یہ رد کردہ یادداشت مذکورہ علاقے کے مناسب سروے بغیر عائد کی گئی۔ جس کا ناگزیر نتیجہ ہوگا کہ وہاں کے رہائشیوں کو اعتراضات داخل کرانے اور اس کی سماعت سے محروم رکھا جائے۔

(I) باوجود اس کے کہ حق معلومات پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19-A کا حصہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ سندھ کے آزادئ معلومات کے ایکٹ 206 کا حصہ ہے۔ مدعا علیہ نمبر 1 اور 4 اور دوسرے عوامی ادارے/ایجنسیاں عوامی نمائندوں کو مطلوبہ معلومات بہم نہ پہنچا کر ان اصولوں کی خلاف ورزی کی مرتکب ہورہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں بنیادی انسانی حقوق کا استحصال ہورہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1، 4 مقامی ادارے اور ایجنسیاں بدانتظامی، بدعنوانی کے باعث لوگوں کو ان کے بنیادی حق معلومات نہیں دے رہی ہیں۔ اس کی جانچ کی جائے۔

(J) معزز عدالت نے درخواست گزار کو کوئی بھی وجہ بیان کرنے کی اجازت دی ہے۔

التماس:

اس لئے التماس کی جاتی ہے کہ یہ معزز عدالت حق و انصاف کے مفاد میں یہ مہربانی کرے کہ۔

(i) مدعا علیہ نمبر 1 کی کسی پلاٹ کو تجارتی بنیادوں پر دینے کے طریقوں یا کسی انتقال زمین کی درخواست کو منظور کرنے کے اختیارات میں کمی کی جاتی۔

(ii) اعلان کیا جائے کہ کمرشلائزیشن ایک ای آئی اے اور ابتدائی سروے منصوبہ اور معتدل وضاحت پیش کرے اس کے ساتھ رہائشی سڑک کو تجارتی سڑک بنانے کی صورت میں قبل از وقت ہی تمام ضروری سماجی و طبعی سہولیات کا بہم پہنچنا باہمی لازمی قرار دیا جائے۔

(iii) زونل ماسٹر پلان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی صورت میں عوام کو اعتراض جمع کرانے اور اس کی وضاحت اور سماعت کا بھرپور موقع دیا جائے۔ یہ صرف تجارتی بنیاد ہی پر نہیں بلکہ یہ انفرادی سڑک اور پلاٹس کی انتقال زمین پر بھی یہ اصول لاگو ہوں۔ ایسی عوامی سماعت میں عوام کے تمام اعتراضات پر بھرپور توجہ دی جائے بمعہ تحریری وضاحت کی صورت میں یہ صرف زمینی استعمال میں تبدیلی ابتداً آبادی کی گنجانیت کو بڑھاتی ہے۔

ضمیمہ نمبر 17

آرڈر 27/5/2012 کی تکمیل پر شہری C.B.E کی طرف سے تبصرہ

سندھ ہائی کورٹ کراچی (CP No. D-2884/ 2010)

درخواست گذار: ایم ایس طارق بخلاف K.W.S.B مدعاعلیہ

معزز عدالت اس بات کا پتا لگائے کہ آیا کراچی میں آب گاہ کی دیکھ بھال اور چلانے کے لئے کوئی کام کر رہا ہے اگر ہے تو کس تعداد میں اور کس طرح چلایا جارہا ہے۔

شہری سی۔بی۔ای کا تبصرہ

(1) کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے ایکٹ 1996 کے مطابق کراچی ڈویژن میں ایک بورڈ پانی کی فراہمی اور نکاس کے پانی کو ٹھکانے لگانے کے لئے ایکٹ مہیا کیا گیا ہے۔

اس ایکٹ کے باب 10 سیکشن 15 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حکومت اس ایکٹ کے لئے قوانین بنا سکتی ہے۔ اس قانون کے تحت ہم قانون بنانے سے قاصر ہیں۔ کے ڈبلیو ایس بی کے 1990 کا ایکٹ یہ ظاہر کرتا ہے کہ لفظ ہائڈرنٹ کا لفظ ایکٹ میں کہیں بھی وضع نہیں کیا گیا ہے جبکہ پانی کی فراہمی کا متبادل کے طور پر صرف ''ٹینکروں کو پانی کی فراہمی'' کا لفظ بیان کیا ہے جو کہ بورڈ کے اختیارات اور فرائض کے باب نمبر 5 کے سیکشن 3 بی میں ہے۔

ہمیں 25 راگست 2009ء کو KWSB کے ایم ڈی کے آفس سے SOP موصول ہوا جس میں ہائڈرنٹ آپریشن کا خاکہ دیا گیا ہے۔ بعنوان ہائڈرنٹ سروس /ٹینکرز آپریشن یہ دستاویز بہت کمزور ہے اس میں لفظ ہائڈرنٹ کو واضح نہیں کیا گیا ہے (شق A) اس کی دفعہ 2 اور 7 میں بھی تضاد ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ کے ڈبلیو ایس بی کی جانب سے تصدیق شدہ ہے اس شہر کے لئے جس کی آبادی تقریباً 16 ملین ہے اور جس کو نام نہاد پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے یہ دستاویز ٹھیکیداروں، سیاسی دباؤ اور VIP کی جانبداری کرتی محسوس ہوتی ہے۔ اس میں ان غریب شہریوں کا کہیں ذکر نہیں ہے جو ہائڈرنٹ (آب گاہ) سے فائدہ اٹھانے کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔

(4) کے ڈبلیو ایس بی کی ویب سائٹ (http://www.kwsb.gos.pk/) پر دستیاب تفصیلات کے مطابق بورڈ سے وصول کردہ تمام دستاویزات اور معلومات حکومت میں ہی نہیں ہے کسی بھی معاہدے کی جو ٹھیکے دار برائے ہائڈرنٹ آپریٹنگ اور KWSB کے درمیان طے پایا ہے کی بورڈ کی جانب سے تصدیق نہیں کی گئی ہے یا SOP کی بھی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

بورڈ نے کاروبار کے لئے کوئی قانون بھی نہیں بنایا ہے۔ صحیح معنوں میں بورڈ میں شہریوں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے، وزارت ماحولیات، شہری گروپ، شعبۂ صحت اور شعبۂ منصوبہ بندی غائب ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق صوبائی حکومت اور مقامی حکومت کے درمیان مستقل تناؤ کی کیفیت ہے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے دباؤ کے ذریعے مستقل کے ڈبلیو ایس بی کے کاموں میں مداخلت کر رہی ہیں۔ سیاسی پارٹیوں نے اپنے کارکنان کو یہاں نوکریاں دی ہوئی ہیں اور پارٹی کی اطاعت گزاری کے اور ذمہ داریوں کے باعث کئی لوگ ملازمت پر آنے کی زحمت ہی نہیں کرتے اور اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو نظر انداز کرتے ہیں اور یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ بورڈ اس قدر کمزور ہے کہ اس نے انہیں اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ یہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہوتی ہے کہ موجودہ حالات میں یہ بورڈ کے ڈبلیو ایس بی کے ایکٹ 1996 کے مطابق اختیارات رکھتا ہے۔

کے ڈبلیو ایس بی بورڈ:

1) حاجی منور عباسی ایم پی اے (وائس چیئر مین)
2) ایڈیشنل چیف سیکریٹری (ڈویژن) ممبر
3) سیکریٹری مقامی حکومت (ممبر)
4) سیکریٹری شعبۂ صنعت (ممبر)
5) سیکریٹری شعبۂ مالیات (ممبر)
6) اسپیشل سیکریٹری شعبہ مقامی حکومت (ممبر)
7) پانچ ٹاؤن ناظم چیئر مین کے منتخب شدہ (ممبر)
8) چیئر مین کراچی پورٹ ٹرسٹ (ممبر)
9) چیئر مین کراچی کے۔ای۔ایس۔سی (ممبر)
10) صدر ایوانِ صنعت وتجارت کراچی (ممبر)
11) مینجنگ ڈائریکٹر کے۔ڈبلیو۔ایس۔بی (ممبر)
12) ایگزیکٹو آفیسر (ممبر)
13) چیئر مین ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کا نامزد کردہ (ممبر)
14) ڈویژنل سپرینٹنڈنٹ پاکستان ریلوے کراچی۔

ہماری کے ڈبلیو ایس بی سے 3 میٹنگز (ملاقاتیں) ہوئیں جن کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہائیڈرینٹ کی توثیق کرنے کا یا ان کے کام یا فرائض اور ان لوگوں کے مسائل حل کرنے کا جن کو اس ہائیڈرینٹ سے سروس دی جارہی ہے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

5) کے ڈبلیو ایس بی کی تقرری کے بعد سے ہم دوسرے مختلف بورڈ کے بنائے ہوئے قوانین تک رسائی حاصل نہیں کر سکے جو اس ہائیڈرینٹ کے استحکام کا جواز دے سکے گا جب کہ ہائیڈرینٹ سے پانی کی فراہمی کے متبادل کے طور پر خود قانون سازی میں کہیں واضح نہیں ہے۔ ایسا کوئی قانونی نوٹیفکیشن نہیں جس کے مطابق ان ہائیڈرینٹ کو چلایا جاسکے۔ SOP میں ہائیڈرینٹ کی نگرانی اور ٹینکر کو چلانے کی ذمہ داری چیف انجینئر ہائیڈرینٹ سروس/ٹینکر آپریشن کی ہے جبکہ لفظوں کے الٹ پھیر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کے ڈبلیو ایس بی انتظامیہ میں ایسی کوئی پوسٹ نہیں ہے۔

6) ہائیڈرینٹ کا پس منظر یہ تھا کہ 1983 میں کے ڈبلیو ایس بی کو یہ نظام K.M.C سے وراثت میں ملا تھا جو کہ بہت چھوٹے پیمانے پر تھا۔ جس کا مقصد صرف پی آئی بی، اورنگی، بلدیہ ٹاؤن اور سائٹ کو پانی دینا تھا۔ 1983ء جب واٹر اسکیم کی تکمیل کے بعد کے ڈبلیو ایس بی نے 100 ملین گیلن روزانہ اس میں شامل کر دیا خاص طور پر اورنگی، بلدیہ اور سائٹ ایریا کے خشک علاقوں کے لئے اس کے بعد ہائیڈرینٹ کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔

7) K.W.S.B کے اپنی تقرری کے فوراً بعد K-1 اور K-2 کے فیز چار جو کہ کراچی کے پانی کے ذخیرہ کی بڑی اسکیم تھی پر کام شروع کر دیا دونوں اسکیمیں 1997ء میں مکمل ہوگئیں پھر مزید 235 (ایم جی ڈی) شامل کیا گیا۔ طلب اور رسد کی برابری نے ہائیڈرینٹ کی ضرورت کو باطل کر دیا۔ بہر حال کے ڈبلیو ایس بی کو حب ڈیم ذرائع کی خشک سالی کے باعث 100 MGD پانی کی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا اور K.W.S.B نے حب ڈیم کے صارفین کو پینے کے پانی کی فراہمی ہائیڈرینٹ کے ذریعے شروع کی۔ جس میں اورنگی، بلدیہ، سائٹ کے علاقوں کے علاوہ دو نئے

علاقے نارتھ کراچی اور نارتھ ناظم آباد بھی شامل تھے۔
اس دباؤ کے باعث کے۔ڈبلیو۔ایس۔بی نے 43 ایم جی ڈی کا پمپنگ اسٹیشن خواجہ اجمیر نگری میں اور 40 ایم بی ڈی کا پمپنگ اسٹیشن پیپری میں نصب کیا اور حب ڈیم کے صارفین کو 83 جی ایم ڈی پانی پائپ سے ملنے لگا جبکہ 17 ایم جی ڈی کی کمی جس کا حب ڈیم کے صارفین کو سامنا تھا وہ ہائیڈرینٹ کے ذریعے بھیجی جانے لگی۔
جولائی 2001ء میں تیز بارشوں کے نتیجے میں حب ڈیم بھر گیا اور اس میں اورنگی، بلدیہ ٹاؤن اور سائٹ ایریا کی ضرورت کے لحاظ سے کافی پانی بھر گیا۔(یہاں تک کہ آج تک حب ڈیم میں ضرورت کے مطابق پانی موجود ہے کیونکہ علاقے میں کافی بارشیں ہوئیں)لہٰذا خواجہ اجمیر نگری MGD 43 کا پمپنگ اسٹیشن، قصبہ کالونی، نارتھ کراچی اور نارتھ ناظم آباد کے حصوں کو جب کہ پیپری کے پمپنگ اسٹیشن MGD 40 کا پمپنگ اسٹیشن مکمل طور پر حب ڈیم کے صارفین کو جس میں لانڈھی انڈسٹریل ایریا کورنگی اور D.H.A شامل ہیں کو منتقل کر دیا گیا۔ جو ہائیڈرینٹ حب کی خشک سالی کے باعث تعمیر کئے گئے تھے، تاحال کام کر رہے ہیں جب کہ ان کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی (K.W.S.B نے بتایا کہ وہ سیاسی دباؤ، معاونت اور پولیس کی دخل در معقولات کے باعث یہ ہائیڈرینٹ چالو رکھنے پر مجبور ہیں)

8) مقامی حکومت کے آنے کے بعد SLGO نے 2001ء میں 18 ٹاؤنز 178 یونین کونسلز 2300 کونسلرز بنائے جو اپنے ساتھ اور زیادہ سیاسی دباؤ لائے جس کے باعث عملہ فی الواقع غائب ہوگیا اور لوگوں کے پاس K.W.S.B کے معاملات کو چلانے کا اختیار نہ رہا۔ عملاً بلدیہ ٹاؤن ہائیڈرینٹ کا معاہدہ (انیکور E) بلدیہ ٹاؤن نے بارہ سال کے لئے کیا۔ بلدیہ ٹاؤن کے پاس K.W.S.B کے ایکٹ 1996 یا SOP بتاریخ 25 / اگست 2009ء کے مطابق اس معاہدہ کی کوئی قانونی منطق موجود نہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق K.W.S.B نے کی ہے۔ کونسلر کے ناظم نے اپنے سیاسی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ہائیڈرینٹ کو جاری رکھا حالانکہ اس کے جاری رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی جیسا کہ K.W.S.B کراچی کو دیئے جانے والے پانی کی طلب اور رسد کو برابر کر دیا تھا اور پانی کی دستیابی کو بڑھاتے ہوئے K.W.S.B نے 2006ء میں K-3 اسکیم میں مزید 135mgd پانی کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ اضافہ کراچی کی ضرورت کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے کافی تھا لیکن سندھ حکومت نے اس سیاسی دباؤ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور سندھ رینجرز کو یہ K.W.S.B کے انتظام کردہ ہائیڈرینٹ کو بنانے کی اجازت دے دی، جو یہ تھے۔

(a) لوئر سپلائی ریزروائر LSR۔ سوک سینٹر گلشن اقبال۔
(b) مسلم آباد جمشید ٹاؤن (ڈسٹرکٹ ایسٹ)
(c) نجی حسن پمپ ہاؤس (نارتھ ناظم آباد ٹاؤن) ڈسٹرکٹ سینٹر
(d) واٹر پمپ ایف بی ایریا، ڈسٹرکٹ سینٹر
(e) شاہ فیصل نمبر 4 شاہ فیصل ٹاؤن، ڈسٹرکٹ ایسٹ۔
(f) نارتھ ایسٹ کراچی نزد سعدی ٹاؤن۔
(g) صبا سینما ہائیڈرینٹ نزد نارتھ کراچی۔
(h) جامعہ ملیہ ملیر، ملیر ٹاؤن ڈسٹرکٹ ایسٹ۔

2007ء میں رینجرز نے دوبارہ مندرجہ بالا ہائیڈرینٹ K.W.S.B کے حوالے کر دیا۔

9) K.W.S.B کسی ہائیڈرینٹ کا انتظام نہیں چلاتی ہے۔ یہ خلاف حقیقت ہے۔ K.W.S.B ہائیڈرینٹ کے ٹینڈر نیلام کرتی ہے۔ MD کے مطابق K.W.S.B کے پاس 8 ٹینکرز ہیں۔ جس ٹھیکیدار کو اس ہائیڈرینٹ چلانے کے ٹھیکے سے نوازا جاتا ہے اس کے اپنے ٹینکرز ہوتے ہیں۔ قانوناً 10 ٹینکرز اس کے پاس ہونے لازمی ہیں جس میں 1000 Mg کی گنجائش کا بندوبست بھی ہو(یہ معلومات K.W.S.B اور دستاویز کے مطالعہ سے حاصل ہوئی)

K.W.S.B اور کنٹریکٹر کے درمیان ہونے والا معاہدہ بھی کمزور ہے اور کنٹریکٹر کے حق میں جاتا ہے۔ K.W.S.B کو ہدایت دی جانی چاہئے کہ اس نے جتنے بھی معاہدے کنٹریکٹر کے ساتھ کئے۔ انہیں جمع کرائے اور یہ آزاد قانونی کونسل اس کنٹریکٹ پر غور و خوض کرے اور کارکردگی ملاحظہ کرے اور پھر اس بات کا احاطہ کرے کہ ایک ایسا حکومتی ادارہ جس کا فرض پانی کی فراہمی ہے اس میں کیوں ناکام ہوا۔(کچھ معاہدوں کی نقل جو کہ K.W.S.B نے دی ہے۔ مشق F کے ساتھ منسلک ہے) ان معاہدوں کے دورانیہ کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ یہ کتنی مدت کے لئے ہے۔

10) K.W.S.B نے ہمیں مطلع کیا کہ 2007 - 1998ء تک SOP یا کاروباری قوانین فائلوں میں موجود ہی نہیں ہے جو حالیہ ہائیڈرینٹ جو کہ چلائے جا رہے ہیں سے لے کر اس وقت جبکہ یہ ہائیڈرینٹ رینجرز چلا رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 1990ء سے جب K.W.S.B ایکٹ پاس ہوا سے لے کر اگست 2009ء تک ہائیڈرینٹ کیلئے کوئی SOP موجود نہیں اور بورڈ پر میٹنگ، رینجرز انتظامیہ اور CDGK کے مطابق ہائیڈرینٹ کا کوئی ریکارڈ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ ہائیڈرینٹ موجود ہیں ان میں پانی لیا اور بیچا جا رہا ہے اور اس کی ساری آمدنی K.W.S.B کو جا رہی ہے ان ہائیڈرینٹ کا پہلا SOP جو بتاریخ 25/ اگست 2009 کا سیکشن 3 سے پتہ چلتا ہے کہ تمام ٹرپ کا 40 فیصد جنرل پبلک سروس GPS لے جائے گی جب کہ 60 فیصد کمرشل بنیاد پر مختلف اخبارات میں ٹینڈر کے لئے اشتہار دیئے جا چکے ہیں۔ مثلاً جنگ، ڈیلی ریجنل ٹائمز روزنامہ صبح کراچی اور روزنامہ فنانشل۔

11) K.W.S.B کے MD کے جاری کردہ خط کے مطابق جو انہوں نے 10 مارچ 2012ء کو ارسال کیا یہ مندرجہ ذیل hydrant ہیں۔

12) K.W.S.B نے ایکٹ 1996 میں ترمیم جمع کرائی ہے جو کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کو پیش کی گئی ہے اس کی جانچ کرنے کی ضرورت ہے ہم مشورہ دیں گے کہ K.W.S.B ایکٹ کے سیکشن 14 کے ضمنی سیکشن (ایف) (5) میں مندرجہ ذیل کو شامل کیا جائے۔

جو بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ پمپنگ اسٹیشن میں غیر قانونی طور پر ملوث پایا گیا یا غیر قانونی طور پر ہائیڈرینٹ میں ٹینکر یا کسی اور ذرائع سے پانی لیتا ہوا پکڑا جائے گا اس کو کم از کم دس سال قید ہوگی جو کہ بعض صورتوں میں 14 سال تک ہو سکتی ہے اور کم از کم 10 سال بمعہ جرمانہ 10 ملین روپے اور ان کے پائپ، گاڑی ضبط کر لئے جائیں اور گاڑی کے مالکان کی سزا ہائیڈرینٹ کے مالکان کی سزا کے مساوی ہوگی۔

سیکشن 14 (f) (iii) یہ شامل کیا جائے کہ اگر کوئی شخص بالواسطہ یا بلاواسطہ غیر قانونی ہائیڈرینٹ میں ملوث ہوگا یا غیر قانونی ہائیڈرینٹ سے پانی لیتا ہوا یا چوری کرتا ہوا پکڑا جائے گا ٹینکر میں یا سواری میں تو اس کو بمعہ جرمانہ 10 ملین روپے اور کم از کم دس (10) سال قید کی سزا ہوگی۔ بعض صورتوں میں 14 سال تک بڑھائی جا سکتی ہے اور ان کے ٹینکرز ضبط کر لئے جائیں گے۔

سیکشن 14 (f) (vii) : کوئی شخص بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی ٹل، ٹرنک مینز، ریزروائر، کینال، پانی کی لائن، ٹینکرز، KWSB سے پانی کی چوری میں ملوث پایا گیا یا غیر قانونی ہائیڈرینٹ نکاسی لائن، پمپنگ اسٹیشن، سیوریج پمپنگ اسٹیشن، چیمبرز، والو چیمبرز جو کمرشل مقاصد کے لئے مختص کیا۔ انہیں کم از کم دس سال قید بمعہ جرمانہ 10 ملین روپے یہ قید بعض صورتوں میں 14 سال تک بڑھائی جا سکتی ہے۔

سیکشن 14 (j) : اسٹریکر، ہائیڈرینٹ، غیر قانونی پانی جیسے معاملات میں بے جا مداخلت کو ختم ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایسے ٹینکرز جو KWSB کی زمین پر پانی چوری کرنے یا غیر قانونی ہائیڈرینٹ سے پانی لینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں کو بھی ضبط کر لیا جائے۔

سرگرمیوں

آنسہ رپورٹ

اردشیر کاؤس جی جلسہ گاہ میں

درخت کی کٹائی

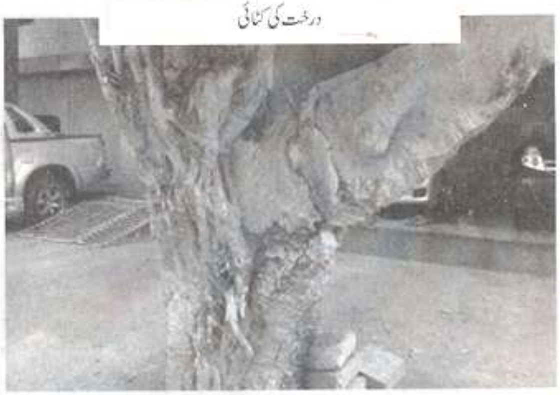

موسم کی تبدیلی پر ورکشاپ

لوکل گورنمنٹ سیمینار

لوکل گورنمنٹ سیمینار

کا ایک جائزہ

NED / پولیس پروجیکٹ

مسلسل نمو

NED / پولیس پروجیکٹ

مسلسل نمو

NED / پولیس پروجیکٹ

مسلسل نمو

ڈھاکہ میں معلومات کے حق/معلومات کی آزادی کی پریکٹس پر ہونے والی ڈیزائن ورکشاپ

۲۲ تا ۲۳ جنوری ۲۰۱۲ء   رپورٹ: سرور خالد

معلومات کے حق/معلومات کی آزادی کی پریکٹس پر ڈھاکہ میں 22 تا 23 جنوری 2012ء کو ایک ڈیزائن ورکشاپ منعقد ہوئی، جس کا انعقاد ایک سماجی تنظیم (ANSA) نے کیا تھا۔ اس ورکشاپ میں پاکستان، بھارت اور نیپال سے مندوبین کو دعوت دی گئی تھی۔ زاہد عبداللہ اور میں نے اس ورکشاپ میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

ورکشاپ کا آغاز صبح 9:30 پر ہوا۔ ابتداء میں ANSA کے نمائندے نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اور مختصراً تعارف کی رسم کے بعد ANSA کے چیف ایگزیکٹو نعیم الرحمٰن نے ورکشاپ کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ نعیم الرحمٰن کی تقریر کے دوران میں نے انہیں COP کی ایک مثال دی۔ یہ مشہور مثال انہیں بے حد پسند آئی اور انہوں نے اسے دیگر شرکاء سے بھی شیئر کیا۔

یہ مشہور مثال جو کہ کسی ادارے میں کمیونٹی آف پریکٹس کے نام سے مشہور ہے اور زیروکس کسٹمر سروس کے نمائندے نے اسے تخلیق کیا۔ یہ نمائندہ مختلف لوگوں کی زیروکس مشینیں ٹھیک کرنے جاتا تھا۔ زیروکس کے نمائندوں نے ناشتے اور لنچ پر انفارمل میٹنگز پر ٹپس اور ٹرکس پر تبادلۂ خیال شروع کر دیا جس سے زیروکس کو بے حد فائدہ ہوا اور یہ معلومات دنیا بھر میں زیروکس کے نمائندوں سے شیئر کرنے کے لئے گلوبل نیٹ ورک آف دی پریزینٹیٹیوز قائم کیا گیا اور جس سے کارپوریشن کو 100 ملین ڈالر کی بچت ہوئی۔

بعد ازاں ساؤتھ ایشیا میں انفارمیشن کے حق پر پینورامک ویو وینکاٹیش نائک نے پیش کیا۔ جس کے بعد باہمی تعارف پر مبنی ایکسر سائز ہوئی۔ جس میں میں نے بتایا کہ شہری 2004ء سے مختلف اداروں کو انفارمیشن کے حق میں درخواستیں دے رہا ہے۔ ایک مرتبہ پھر نعیم الرحمٰن نے COP کے آئیڈیا اور کام کرنے کے انداز کی وضاحت کی۔ لنچ کے بعد شیکھر سنگھ اور وینکٹیش نائک نے برین اسٹارمنگ سیشن منعقد کیا۔ اس سیشن میں RTI-COP کی شکل اور کام کرنے کے انداز پر بحث کی گئی۔

(L-R) Sarwar Khalid, Prof. Shekhar Singh, Zahid Abdullah

(L-R) VenkateshNayak , CHRI-India, Sarwar Khalid, Shehri-Pakistan

(L-R) AHM BazlurRahman, NaimurRahman, Sarwar Khalid Suraiya Begum

(L-R) Meg McDermott of World Bank, Sarwar Khalid, Shehri-CBE

ہر ملک کی نمائندگی ملک کے مرکزی نکتہ سے COP کے مرکزی علاقے جو COP کا مرکزِ نگاہ ہو۔ چائے کے وقفے کے بعد یہ تبادلۂ خیال دوبارہ شروع ہوا۔ دن کا سیشن 5:30 پر ختم ہوا۔ 7:30 پر ہم عشائیہ پر جانے کے لئے تیار ہوئے جو ANSA کی طرف سے تھا۔ عشائیہ کے بعد طویل اور تھکا دینے والا دن رات 10 بجے ختم ہوا۔

23 جنوری 2012ء کو ورکشاپ کا آغاز 9:30 پر ایسے گروپ کے ساتھ ہوا جو اندرون ملک عملی منصوبہ کی بہتری کے لئے کام کر رہا ہے اور علاقائی RTI-COP کے ساتھ وہاں ملکی نمائندگی کرنے والے گروپ میں میں زاہد عبداللہ صاحب کے ساتھ تھا جنہوں نے پاکستان کی نمائندگی کی۔ ہم نے ورکشاپ کو آگاہ کیا کہ ہم RTI کے قوانین پر عملدرآمد کو پسند کریں گے۔ اس کے بعد میں نے ورکشاپ کو مطلع کیا کہ شہری پہلے ہی ایک زیرِ تکمیل منصوبے پر کام کر رہی ہے جو کہ جنوری 2012ء میں شروع ہوا۔ ہم نے خاص طور پر RTI پر منصوبے کا پروگرام بنایا اس کے بعد COP کے منصوبے پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس کے بعد علاقائی باڈیز اور جنوبی ایشیا کے نیٹ ورک کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا۔ چائے کے وقفے کے بعد بھی مذکورہ بحث جاری رہی جو 6:00 بجے ختم ہوئی۔

24 جنوری کو تکنیکی طور ہماری تعطیل تھی لیکن ہماری جناب نیاز الرحمٰن کے ساتھ میٹنگ طے تھی۔ اس میٹنگ سے مجھے یہ پتہ چلا کہ عالمی بنک اور ANSA ملک میں RTI کے لئے کام کرنے والی کسی تنظیم کی تلاش میں ہے جس کو وہ فنڈ دے سکیں۔ اس کے بعد میں نے مس عنبر علی بھائی، اور نیام الرحمٰن صاحب کے درمیان ٹیلی فون پر گفتگو کا انتظام کروایا تا کہ یہ فنڈ شہری کو RTI کے لئے کام کرنے کے لئے تفویض کیا جائے۔

بقیہ: ایڈیٹوریل

بدقسمتی کی یہ صورتحال ہماری توجہ صرف ایک معاملے پر مرکوز کراتی ہے کہ ملک میں حکومتی انتظام بہت برا ہے اور یہی تمام سماجی، سیاسی، ماحولیاتی اور معاشی مسائل کی جڑ ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور پریشان کن بات یہ ہے کہ شہر کے متعلقہ افسران نہ تو شہر کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے تیار نظر آتے ہیں اور نہ ہی ان مسائل سے نمٹنے کی صلاحیت کے حامل ہیں اور اکثر یہ لوگ یا تو مسائل سے نظریں چراتے ہیں یا قواعد و ضوابط کی تباہ کاریوں میں ملوث سسٹم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ حالات کی بہتری کے لئے سیاسی اور معاشی مسائل ک سمجھنے کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔ جو یقیناً اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے دوسرے کام اس صورت کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں جب شہر کے باسیوں میں کام کرنے کی ترغیب اور ریسرچ اور سوچ بچار کے بعد قابل عمل منصوبوں کی تشکیل اور ان پر باقاعدگی سے عمل درآمد کا جذبہ پیدا ہوا۔

بقیہ صفحہ نمبر 11

4) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ مدعا علیہ نمبر 1 کا عمل جو وہ خالی پلاٹ یا سڑک کے Status کی تبدیلی کے لئے رد کردہ یادداشتوں کی طرف دیکھے یہ شروع ہی سے قانون کے خلاف ہے۔

5) مدعا علیہ 1 کو مستقلاً اس بات سے روکا جائے کہ وہ رد کردہ یادداشتوں کی بنا پر کوئی قدم اٹھائے۔

6) مدعا علیہ 4 کو کسی کمرشل پلاٹ کے ساتھ کسی بھی پلاٹ جو مذکورہ سڑک پر واقع ہے کی منظوری جاری کرنے سے روکا جائے۔ اس کے علاوہ کسی عملے سے منظور کردہ یا NOC کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی مزید کارروائی سے روکا جائے۔

7) اس بات کا اعلان کیا جائے کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل A-19 کے مطابق ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ ہر قسم کے عوامی اہمیت کے معاملے پر معلومات حاصل کر سکتا یا دے سکتا ہے اس حوالے سے کسی بھی عوامی ادارے سے معلومات تلاش کر سکتا ہے یا لے سکتا ہے۔

8) مدعا علیہ کو اس بات کی ہدایت کی جائے کہ وہ تمام عوامی ایجنسی اور شعبے جو ان کے دائرہ اختیار میں آتے ہوں کو 21 یوم کے مقررہ مدت کے اندر عوامی ممبران سے معلومات کیلئے درخواست دیں یا پھر تحریری صورت میں ایسا نہ کرنے کی وجوہات بیان کریں۔

9) انتقال قیمت۔

10) معزز عدالت حالات کے مطابق جو بہتر سمجھے کسی بھی قسم کی معاونت کرا سکتی ہے۔

*

معلومات تک رسائی کی آزادی کے ایکٹ کے استعمال کے ذریعے سماجی احتساب کے منصوبے کے مقاصد کو بڑھانا۔شہری-CBE آغازِ کار

ایک ہر دلعزیز حکومت مقبول معلومات یا اس کو حاصل کرنے کے طریقہ کار کے بغیر ایک ڈھونگ کا ابتدائیہ ہے یا المیہ ہے یا دونوں......

جیمس میڈیسن

FOI: تصور کو سمجھنا

معلومات تک رسائی جو کہ انسانی زندگی پر براہ راست یا بالواسطہ اثر انداز ہوتی ہیں ایک بنیادی انسانی حق ہے۔1946ء میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنے پہلے اجلاس میں ایک قرارداد 59 (1) پاس کی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ "معلومات تک رسائی (ایف۔او۔آئی) ایک بنیادی انسانی حق ہے۔ یہ ان تمام آزادیوں کی کسوٹی ہے جن کو اقوامِ متحدہ میں تقدیس حاصل ہے۔اس کی تقلید میں 1948ء میں انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ وجود میں آیا۔

FOI سے کیا مراد ہے؟

ہر شہری کو کچھ پابندیوں کے ساتھ عوامی اداروں کے ریکارڈ اور معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہے۔ معلومات تک رسائی کی آزادی ایک ایسی صورتحال ہے جس میں ایک شہری سرکاری اور عوامی اداروں سے معلومات طلب اور حاصل کرسکتا ہے۔عمومی طور پر اس میں درج ذیل باتیں شامل ہیں:

- سرکاری اداروں اور عوامی اداروں کے پاس جو معلومات ہیں اس کے حصول کا حق۔
- عوامی اداروں کی طرف سے لئے گئے فیصلے جن سے ایک فرد متاثر ہو، اس کی وجہ جاننے کا حق، اور
- اپنے متعلق درست یا تصحیح شدہ معلومات جاننے کا حق، جب کہ معلومات غلط، نامکمل یا گمراہ کن ہو۔

معلومات تک رسائی کی آزادی میں درج ذیل باتیں شامل ہیں لیکن یہ محدود نہیں:

- عوام کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ حکومت (یا دوسرے طاقتور اداروں) سے معلومات لے سکتے ہیں جو انہوں نے اس کے متعلق رکھی ہوئی ہیں۔
- عوام کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ مقننہ، عدلیہ اور دوسرے عوامی اداروں میں جو ہو رہا ہے، اسے دیکھ اور سن سکیں۔
- عوام کو یہ بات جاننے کا حق ہے کہ ان کے متعلق کیا فیصلہ کیا

جارہا ہے۔

اگر ہم مختلف قسم کی معلومات کی فہرست بنائیں جیسے مالیات، ماحولیات، صحت اور تعلیم وغیرہ جن کو جاننے کا عوام کو حق حاصل ہے، تو یہ فہرست کافی طویل ہوجائے گی۔ حکومت مختلف محکموں/اداروں کے متعلق معلومات کے ریکارڈ کو رکھے اور اسے درست کرتی رہے۔ یہ ریکارڈ فیصلہ سازی، آمدنی میں اضافہ، محصولات، انتخابات کو منظم کرنے اور انتقالِ زمین کے معاملات میں اہم ہوتے ہیں۔ زیادہ اہم یہ کہ یہ معلومات حکومتی اداروں کی شفافیت اور فیصلہ سازی کرنے والوں کے احتساب، جس سے لوگ متاثر ہوں، کے لئے ضروری ہے۔

کیاFOIایک انسانی حق ہے؟

معلومات تک رسائی کا حق بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے۔اس کو انسانی حقوق کا عالمگیر اعلامیہ(1948) ، سول اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی عہد(1976)اور صارفین کے تحفظ پر اقوامِ متحدہ کی رہنمائی میں تسلیم کیا گیا ہے۔

پاکستان کا1973ء کا آئین معلومات تک آزادانہ رسائی کے حق کو علیحدہ سے آئینی حق تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس کی جگہ وہ" آزادی اظہار کا حق" کو تسلیم کرتا ہے جس میں معلومات تک آزادانہ رسائی بھی شامل ہے۔ جس کا کوئی بھی اس وقت تک اظہار نہیں کرسکتا جب تک اسے معلومات حاصل نہ ہو۔ یہ صورتِ حال واضح طور پر محمد نواز شریف بمقابلہ صدر پاکستان کے کیس میں سپریم کورٹ نے کہی ہے کہ شہریوں کو معلومات حاصل کرنے کا حق، آزادی اظہار کا حق جو کہ آئین کے آرٹیکل19 میں ہے، سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

معلومات تک رسائی کی آزادی کے آرڈیننس2002ء کے اعلان کے بعد یہ پاکستانی شہریوں کا قانونی حق ہے کہ وہ کچھ استثنات کے ساتھ حکومتی اداروں اور عوامی محکموں سے معلومات اور ریکارڈ حاصل کرسکیں۔اس قانون کی غیر موجودگی میں شہریوں کے لئے معلومات کا حصول قانونی حق نہیں تھا۔

پاکستان میں معلومات تک رسائی کی آزادی کی قانون سازی کی مختصر تاریخ:

جنوبی ایشیا میں پاکستان پہلا ملک ہے جس نے وفاقی سطح پر معلومات تک رسائی کی آزادی کا آرڈیننس2002ء میں جاری کیا۔اس آرڈیننس کے چار سال گزرنے کے باوجود، اس قانون سے جن نتائج کی امید تھی اس کا اب بھی انتظار ہے۔اس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ عوام کو اس قانون سے زیادہ واقفیت نہیں ہے اور ساتھ ہی قانون سازی میں کچھ خلاء ہے جو حکومتی اداروں میں رازداری کے کلچر کی اجازت دیتا ہے اور عوامی رسائی کو پابند کرتا ہے۔

پاکستان میں معلومات تک رسائی کی آزادی کی قانون سازی میں متعدد کاوشیں شامل ہیں۔ کھلے پن اور شفافیت کے بین الاقوامی رجحان کا احساس کرتے ہوئے ، حکومتی اداروں میں شفافیت اور احتساب کے مقاصد آگے بڑھانے کے لئے پچھلے دو عشروں میں ملک میں معلومات تک رسائی کی آزادی کی قانون سازی میں متعدد کوششیں کی گئی ہیں۔ان کاوشوں کا مختصراً جائزہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

1990: پہلی کوشش پروفیسر خورشید احمد، سینیٹر اور نائب امیر جماعت اسلامی کی طرف سے تھی جنہوں نے1990ء میں سینیٹ میں معلومات تک رسائی کی آزادی کا بل پیش کیا۔ یہ بل سینٹ میں نجی بل کے طور پر پیش کیا گیا۔اس کی شدت سے مزاحمت کی گئی اور عملدرآمد میں ناکامی ہوئی۔

1994: پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے سینیٹر ملک قاسم کی قیادت میں 1994ء میں دوسری کوشش کی۔ کمیٹی نے معلومات تک رسائی کی آزادی کے بل کا مسودہ تیار کیا جس کی نوکر شاہی نے سخت مخالفت کی اور اس پر عملدرآمد نہیں کیا جاسکا۔

1997: معلومات تک رسائی کی آزادی کی قانون سازی میں ایک اہم پیش رفت اس وقت ہوئی جب ملک معراج خالد کی قیادت میں عبوری حکومت کے وفاقی وزیر قانون فخر الدین جی

ابراہیم کی ترغیب پر صدر پاکستان نے 29 جنوری 1997ء کو معلومات تک رسائی کی آزادی کا آرڈیننس جاری کیا۔ لیکن بعد کی نواز شریف حکومت نے اس آرڈیننس کو منسوخ ہونے دیا اور اس کو قانون بننے نہیں دیا۔

2000: پرویز مشرف کی حکومت نے معلومات تک رسائی کی آزادی کا مسودہ عوام کے سامنے اس مقصد سے پیش کیا کہ ان کی رائے جانی جاسکے۔

2001: CRCP ایک غیر منافع بخش تنظیم نے حکومت کو معلومات تک رسائی کی آزادی کا ایک خاکہ پیش کیا اور معلومات تک رسائی کی آزادی پر مہم چلائی (ایف۔او۔آئی۔پاکستان)

2002: صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے معلومات تک رسائی کی آزادی کا آرڈیننس اکتوبر 2002ء میں نافذ کیا۔ آرڈیننس وفاقی حکومت کی وزارتوں، منسلک محکموں اور ایجنسیز اور کمیشن یا حکام پر لاگو ہے۔ یہ صوبائی یا مقامی حکومت کے عوامی اداروں پر لاگو نہیں تھا۔

2006: گورنر سندھ نے معلومات تک رسائی کی آزادی کا آرڈیننس سندھ میں نافذ کیا۔

2010: آرٹیکل A-19 جاننے کا حق:۔ ضابطہ اور قانون کی معقول پابندی کے ساتھ ہر شہری کو عوامی اہمیت کے تمام معاملات کی معلومات حاصل کرنے کا حق ہے۔ (آئینی ایکٹ 2010 کا اضافہ کیا گیا، اٹھارویں ترمیم)

پروجیکٹ:

شہری- سی بی ای کا منشور ماحول کی بہتری اور تحفظ کے لئے کام کرنا ہے۔ یہ محض ہوا اور پانی کی آلودگی سے نمٹنے یا زیادہ درخت اُگانے سے متعلق نہیں ہے۔ اس کا مطلب ان تمام قوانین، پالیسیز اور حکومتی اقدامات کو فروغ دینا ہے جو ہمارے ماحول کی بہتری کے لئے مناسب ہیں۔ شہری کے رضا کار پچھلی دو دہائیوں سے، پاکستان اور باہر کی مدد سے، شہریوں، عدلیہ، پیشہ ورانہ اداروں، پریس/میڈیا، سیاستدانوں اور متعلقہ اداروں میں شہری مسائل سے متعلق بیداری پیدا کررہے ہیں کہ حکومتی عمال اور منتخب نمائندوں کے بند دروازے کے مباحث اور غیر شفاف طریقے سے فیصلہ کرنے کا عمل کس طرح سے ہماری روزمرہ زندگی کو تباہ کررہا ہے۔

شہری۔ سی بی ای نے عوامی مفاد میں قانونی چارہ جوئی، شہری ہیلپ ڈسک، سیمینار/ورکشاپ، نیوز لیٹر/بروشرز، اخباری بیانات، ویب سائٹ کے ذریعے نظام میں شفافیت اور احتساب کی کمی کو نمایاں کیا جو شہریوں میں بہتر اسلوب حکمرانی کے لئے رکاوٹ ہے۔ 2007ء میں ہم نے معلومات تک رسائی کی آزادی کے آرڈیننس 2002ء کو استعمال کرتے ہوئے وفاقی محتسب کے پاس ایک اپیل پیش کی اور کامیابی سے متعلقہ دستاویزات حاصل کیں جو ہائی کورٹ میں شہری منصوبہ بندی کے قوانین کی خلاف ورزی کی پٹیشن میں کامیابی سے استعمال کیں۔ اس کے بعد سے ہم نے جہاں ضروری ہوا اس کو معلومات کے حصول کے لئے استعمال کیا۔

جیسا کہ تمام ترقی پذیر ممالک میں خاص کر جہاں بدعنوانی بہت زیادہ ہوا، شہریوں اور حکومتی محکموں میں لوگوں کے حقوق کے بارے میں معلومات بہت محدود ہیں۔ ہمارے سرکاری حکام قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے عادی ہیں۔ وہ معلومات تک رسائی کی آزادی کے متعلق قانون سازی کی ضروریات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ حال ہی میں ہمارے آئین میں شامل کیا گیا آرٹیکل 19-اے یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ معلومات تک رسائی کے متعلق آگاہی پیدا کریں جو اچھے اسلوب حکمرانی کے لئے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ آلہ ہے۔

شہری-سی بی ای، اپنے مستحکم ریکارڈ کی وجہ سے، یہ کام کرنے کے لئے مثالی صورت میں ہے اور اس لئے اس نے شفاف اسلوب حکمرانی اور شہری کو بااختیار بنانے کے لئے اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19-اے کی تشہیر کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے۔ (فاؤنڈیشن اوپن سوسائٹی انسٹیٹیوٹ کی مالی معاونت سے) جس کے تحت لوگوں/شہریوں، پیشہ ورانہ تنظیموں، سیاستدانوں، طالب علموں، صوبائی اور وفاقی محتسب کے آفس، اور سرکاری ملازمین کو مطلع کرنا ہے کہ اطلاعات تک رسائی کی آزادی کیا ہے۔ اس کی قوتِ کار، اس کو کیسے استعمال کیا جائے، اس کے کیا فوائد ہیں، مجوزہ قانون میں کہاں پر کمزوری ہے، محتسب اور ان کے اہلکاروں کی صلاحیت میں اضافہ کرنا جن کو شکایت وصول کرنے اور حل کرنے کا اختیار ہے، معلومات تک رسائی کی آزادی کے تحت کیسے اور کیا کریں اور اس کی پیروی کے لئے مدد کرنا۔

منصوبے کا مقصد:

معلومات تک رسائی کی آزادی سے آگاہی کو بڑھانے کے لئے آرٹیکل 19-اے لوگوں کو اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ مختلف سرگرمیوں کے ذریعے اس کی کارکردگی، قوتِ کار، طاقت اور سودمندی کو دیکھانا چاہتا ہے (جیسا کہ ایچ۔آر۔سی۔پی نے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو ہمارے آئین کی خلاف ورزی گردانا)۔ ہم دیکھانا چاہتے ہیں کہ آرٹیکل 19-اے پر عمل نہ کرکے نوکر شاہی، سیاستدان، منصب دار ہمارے بنیادی آئینی حق یعنی 'معلومات کے حق' کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔

سرگرمیاں:

منصوبے کے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے منعقد کی گئی اہم سرگرمیاں:

1) اشتہاری مہم کے ذریعے آرٹیکل 19-اے سے آگاہی پیدا کرنا اور سندھ میں معلومات تک رسائی کی آزادی کا بل 2006ء۔

2) شہریوں کی رہنمائی اور مدد کے لئے ایک ہیلپ ڈسک قائم کرنا اور اس کو برقرار رکھنا کہ کس طرح معلومات تک رسائی کی آزادی کی درخواست جمع کرائی جاتی اور اس کی پیروی کی جاتی ہے۔

3) ایک ٹیسٹ کیس کے طور پر فروری 2010ء میں مجاز اتھارٹی کے پاس جمع کرائی گئی ایک شکایت کی مستعدی کے ساتھ پیروی کی گئی۔ ریگولیٹری جماعت کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نے قانونی مدت کو گزارا اور ہر تاریخ پر جانتے بوجھتے نامکمل اور غلط معلومات فراہم کی۔

4) ایسے معاملے میں جس میں عمومی طریقہ کار مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کرتا، سندھ ہائی کورٹ میں ایک درخواست جمع کرائی جائے تاکہ حکومتی ادارے معلومات تک رسائی کی آزادی کے مقصد اور ضرورت کے مطابق حکم بجالائیں۔

5) صوبائی محتسب اور دوسرے سرکاری اداروں مثلاً سی-ڈی-جی-کے، کے-بی-سی-اے، کے -ڈبلیو-ایس-بی، ایس-ای-پی-اے، کی استعداد کار کو بڑھانا۔ انہوں نے بار بار درخواست کی کہ شہری-سی-بی-ای ان کے افسروں کو معلومات تک رسائی کی آزادی کے متعلق تعلیم دے۔ شکایات سے کیسے نمٹا جائے، جو ادارے معلومات نہیں فراہم کرنا چاہتے ہیں ان سے کیسے معلومات حاصل کی جائیں۔ یہ ورکشاپس اور سیمینار کے ذریعے حاصل کیا گیا۔

دو اہم تائیدی ماحصل یہ ہوسکتے ہیں (1) ٹول کٹ، معلومات تک رسائی کی آزادی کے قانون سازی کا پس منظر بتانا اور قانون کو استعمال کرتے ہوئے اطلاعات کے حصول کا طریقہ اختیار کرنا۔ (2) ایک وڈیو ڈاکومینٹری جو معلومات تک رسائی کی آزادی کے قانون کے استعمال کی وجوہ کو فروغ دینے کے لئے کام کرے اور مطلوبہ مقاصد کے حصول میں اہم رکاوٹوں کی شناخت کرے۔

منصوبے کی حیثیت:

سندھ ہائی کورٹ میں ایک درخواست جمع کرائی گئی ہے۔ عوامی اطلاع اور تائیدی اشتہارات معروف قومی اشاعتوں میں شائع کرائے جارہے ہیں۔ ٹول کٹ کا مسودہ تیار کیا جاچکا ہے جبکہ صلاحیت کار میں اضافے کی ورکشاپس کے لئے نقشہ بندی اور انتظام پر کام جاری ہے۔ وڈیو دستاویز کی تیاری کے لئے بھی کام شروع کیا جاچکا ہے۔

متوجہ ہوں

SAVE OLD KARACHI TREES

اسٹیشن ہاؤس آفسر
فیروز آباد پولیس اسٹیشن، کراچی

اپریل20، 2012ء

حوالہ: درخت کی کٹائی: پلاٹ نمبر 149-اے بلاک-2، پی-ای-سی-ایچ-ایس کراچی
ہائی کورٹ کے حکم سی-پی نمبر میں ڈی-2234 / 2007 کی خلاف ورزی۔

جناب عالی!

منسلکہ تصاویر اس بات کو ظاہر کر رہی ہیں کہ علامہ اقبال روڈ پر فیصل موٹرز پلاٹ نمبر 149۔اے بلاک اے بلاک-2، پی-ای-سی-ایچ-ایس کے سامنے ایک 50 سالہ پرانے درخت کو کاٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ایک بڑے درخت کا قتل اور کٹائی دو مرحلوں میں کی جارہی ہے۔جس میں پہلا مرحلہ درخت کی شاخوں کی کٹائی پہلے ہی کی جاچکی ہے اور اب دوسرا درخت کو اس کی جڑ سے کاٹنا ہوگا۔درخت پلاٹ نمبر 149-اے پر واقع کار شوروم کے مالکان کی طرف سے کاٹا جارہا ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ درخت ان کے شوروم کو دیکھنے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔یہ غیر انسانی عمل اس حقیقت کو جاننے کے باوجود کیا جارہا ہے کہ یہ درخت سخت گرمی میں پیدل چلنے والوں کے لئے سایہ اور ستانے کی جگہ فراہم کرتا ہے۔یہ درخت عوام کے چلنے کے راستے پر اور پلاٹ کے نشان سے دور ہے اس لئے یہ فیصلہ موٹرز کی ملکیت نہیں ہے۔جس نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے فٹ پاتھ کو کار پارکنگ بنالیا ہے اور شکایت کے باوجود پولیس نے کوئی عمل نہیں کیا۔

''درختی کی کٹائی کی کسی بھی حکم/قواعد میں اجازت نہیں ہے''
بحوالہ خط ڈائریکٹر پارکس اینڈ ہارٹی کلچر کے۔ایم۔سی، تاریخ 29/فروری 2012ء

آپ سے درخواست ہے کہ معاملے کی تحقیقات کریں اور درخت کاٹنے پر شوروم/ پلاٹ نمبر 149-اے کے مالکان کے خلاف سخت ایکشن لیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ درخت کو مزید نہ کاٹا جائے۔اس کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تاکہ وہ اپنی اصل خوبصورتی میں واپس آجائے۔

اس بڑے درخت کی حفاظت میں ناکامی کو فیروز آباد پولیس اسٹیشن والوں کی ملی بھگت سمجھی جائے گی۔
شکریہ۔

مخلص:
مسز امبر علی بھائی
جنرل سیکریٹری، شہری سی بی ای

سی سی: چیف سیکریٹری سندھ،
کمشنر کراچی،
ایڈمنسٹریٹر، کے-ایم-سی
ڈی آئی جی پولیس
میونسپل کمشنر، کے-ایم-سی
ڈی-سی، ایسٹ
ایس ایس پی، ایسٹ
ایڈمنسٹریٹر، ایسٹ

حقوقِ انسانی اور نفاذِ قانون پر ورکشاپ: جرائم کی تحقیق

پس منظر

ایک جمہوری ملک میں جہاں قانون کی حکمرانی ہو، اس بات کی ضرورت ہے کہ پولیس قانون کا نفاذ قدرتی انصاف اور تسلیم شدہ انسانی حقوق کے اصولوں کے مطابق کرے۔ حد سے زیادہ بااختیار ہونے کی وجہ سے پولیس سے وابستہ ارکان اپنے قانونی کردار کی بجا آوری میں انسانی حقوق کے احترام اور عزت کے بجائے خلاف ورزری کرتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر شہری پہلے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو بے نقاب کر رہے ہیں اور اس کے بعد قانون نافذ کرنے والوں کی اداروں کی بے قدری جو کہ ان کی زندگی، آزادی اور اظہار کی آزادی کا بنیادی حق دینے پر راضی نہیں ہیں جو اسلام اور اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے عالم گیر اعلامیہ میں شامل ہیں اور جن کی آئین نے ضمانت دی ہے۔

حقوق انسانی کے نگران اور مجرمانہ نظام انصاف کے گزرگارو ہونے کے ناطے پولیس افسروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو پیشہ ورانہ اور مہذب طریقہ سے بین الاقوامی معیار کی خدمات فراہم کریں۔

پاکستان میں قانون کا نفاذ

جرم سے متاثرہ شخص کے لئے اس سے بڑا زخم کوئی نہیں ہے کہ اس کی ایف-آئی-آر یعنی جو پولیس کی طرف سے پہلی اطلاع درج کی جاتی ہے، اس کا انکار کر دیا جائے۔ یہ شکایت کنندہ کا حق ہے کہ پولیس کی طرف سے اس کی رپورٹ درج کی جائے اور واقعہ کی تحقیق کی جائے۔ اس کو دوبارہ تشدد سے تحفظ دیا جائے۔ ملزم کو تلاش اور گرفتار کیا جائے اور متاثرہ شخص کو مطلع کیا جائے۔ دوسری طرف ملزم کو اس بات کا حق ہے کہ جب تک جرم ثابت نہ ہو اس کو معصوم سمجھا جائے۔ اس کو حق حاصل ہے کہ اس پر منصفانہ مقدمہ چلایا جائے اور اس کو خاموشی کا حق ہے جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس پر تشدد نہیں ہوا۔

پولیس کی طرف سے ان بنیادی حقوق پر عملدرآمد کے لئے ضروری ہے کہ ان کے ہر فرد کو اس کی اہمیت کا تفصیلی علم ہو اور لازمی قانونی شرائط جانتے ہوں۔ ان کی جانب سے درخواست کے تمام پہلوؤں کی فوجداری مقدمے کے لحاظ سے تحقیقات کی جائے، ایف-آئی-آر کی ابتداء سے لے کر ملزم کی چارج شیٹ عدالت میں پیش کرنے تک تمام ذمہ داری پولیس کی ہے۔

شہری-پولیس نقطہ اتصال

شہری کا پولیس سے واسطہ عام طور پر ٹریفک انتظام کے سلسلے میں ہوتا ہے۔ پولیس جوان اور بوڑھے لوگوں کو سڑک پار کرانے میں مدد کرتے یا '15' اور '999' پر شکایات کو نمٹاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حقیقی طور پر پولیس اور شہری میں باہمی رابطہ اس وقت نظر آتا ہے جب ایک جرم ہو جاتا ہے اور شہری اس کا شکار بنتا ہے۔ وہ فوجداری نظامِ انصاف کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور پولیس ریاست کا وہ پہلا قانون نافذ کرنے والا ادارہ ہے جو اس سے رابطہ میں آتا ہے اور اس کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ قانون شکنوں کو انصاف کے کٹہرے میں لائیں گے۔

جرم کی تفتیش:

اس کا آغاز تب ہوتا ہے جب کرائم کمیشن کو کوئی شکایت موصول ہوتی ہے۔ یہ معلومات کسی بھی ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ شکایت کنندہ خود پولیس اسٹیشن آکر شکایت

درج کروائے۔ شکایت وصول کرنے کے بعد، جائے واردات کا دورہ، شہادتیں جمع اور محفوظ کرنا، جائے واردات کی تلاشی، حاصل ہونے والے مشتبہ افراد سے پوچھ گچھ کی جائے اور تفتیش کے تمام مراحل میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیار کا خیال رکھا جائے اور ان پر پوری طرح عمل درآمد کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پولیس ان بین الاقوامی اور بہترین اصولوں سے واقف ہو جو مجرمانہ تفتیش کے لئے دنیا بھر میں رائج ہے۔

ورکشاپ کی منظوری:

ورکشاپ کا یہ سلسلہ انسپکٹر جنرل پولیس سندھ کی منظوری سے اکتوبر 2011ء سے جون 2012ء کوتنک پولیس تربیتی کالج سعید آباد میں ہوا۔ جبکہ دسمبر 2011ء سے مارچ 2012ء تک درج ذیل ورکشاپ ہوئیں:

ہر ورکشاپ کا پروگرام اپنڈکس A سے منسلک کیا گیا۔

اکتوبر، نومبر 2011ء اور اپریل 2012ء میں کوئی ورکشاپ نہیں منعقد کی گئی۔ اس کی وجہ امن عامہ خراب صورتحال کے باعث پولیس افسروں کی ایمرجنسی تقرری کی گئی ہے۔

ورکشاپ کے مقاصد:

انسانی حقوق اور پولیس مجرمانہ تفتیش کی ورکشاپ کے مقاصد یہ تھے۔

(a) پولیس افسران جرائم کی تفتیش جدید طریقوں سے کرنے اور عدالتی انسانی حقوق کے مطابق تربیت کرنا اس کے علاوہ ان کو اسلامی انسانی حقوق اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ اور زمینی بنیادی حقوق جو ان حقوق کی توثیق کرتا ہے سے بھی آگاہ کیا گیا تاکہ وہ انسانی حقوق کا تحفظ کرنے والے بنیں نہ کہ اس کا استحصال کرنے والے۔

(b) پولیس افسران سے پیشہ ورانہ مہارتوں کو بڑھانے اور تفتیش کے دوران کسی علاقے کے احاطے اور کسی شخص کی تلاشی کے دوران انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو، خواتین سے پوچھ گچھ کے دوران بین الاقوامی قوانین کے مطابق بہترین طریقے سے جائیں۔ مشتبہ افراد سے تفتیش کے دورن انسانی حقوق کے معیار کے مطابق تفتیش کی جائے۔ مجرم کو گرفتار کرتے وقت مجرموں کے ساتھ انسانی سلوک روا رکھا جائے۔

(c) پولیس افسران کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ دوران تفتیش کوئی ناجائز، غیر انسانی یا خلاف قانون کام نہ کریں جو کہ قانونی لحاظ سے ممنوع ہے مثلاً تشدد، زیادتی میں حد سے گزرنا، اختیارات کا ناجائز استعمال اور غیر قانونی تلاشی وغیرہ۔

ابدائی گروہ

اسسٹنٹ سب انسپکٹر سے انسپکٹر کے عہدے تک کے پولیس افسران اس تربیتی پروگرام کا ہدف تھے۔ ان کو قانون کی طرف سے ان جرائم کی تفتیش کا حق حاصل ہے۔ بہرحال اس کے باوجود آفیسرز اسسٹنٹ، ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ نے بھی اس ورکشاپ میں شرکت کی۔ خواتین پولیس خاص طور پر اس تربیت کے لئے نامزد کی گئیں۔ ابدائی گروہ کا انتخاب مندرجہ ذیل نے کیا:

1) انٹرمیڈیٹ اسکول کورس:

یہ کورس پولیس کے سب اسسٹنٹ کے لئے ہیں جو ابھی ترقی کے زون میں ہیں۔ یہ کورس سب انسپکٹر کے عہدے تک ترقی حاصل کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔

2) اعلیٰ اسکول کورس:

یہ کورس پولیس کے سب انسپکٹر کے لئے جو ترقی کی زون میں ہیں۔ یہ کورس ان کو انسپکٹر کے عہدے تک ترقی حاصل کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔

دورانیہ

پہلی چار ورکشاپس میں ہر ایک کا 5 دن کا دورانیہ تھا۔ بعد میں ہونے والی ہر ورکشاپ 4 دن کے دورانیہ کی تھی اور ان کے اوقات روزانہ صبح 9:00 بجے سے دوپہر 1:00 بجے تک ہیں جبکہ ایک اضافی آدھا دن ان کو کرائم لیبارٹری کا دورہ کرایا گیا اور جائے واردات کی عدالتی تحقیق اور طریقوں کا عملی مظاہرہ دکھایا گیا۔

شرکاء کی تعداد

ہر ورکشاپ میں 30 سے 40 زیر تربیت افراد نے حصہ لیا۔

تربیتی رہنما

یہ ورکشاپ نیاز احمد صدیقی نے لی جو کہ تعلیم یافتہ ریٹائرڈ آئی۔ جی ہیں، جنہوں نے انسانی حقوق اور قانون کا نفاذ سے متعلق تربیت بین الاقوامی ماہرین سے اٹلی کے شہر ٹیورن میں حاصل کی۔

ان کو برطانیہ کی پولیس کے ساتھ 1993-1983 اور امریکہ کی بین الاقوامی پولیس (2001-2006) کے ساتھ کام کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

انہوں نے پولیس اسٹاف کالج سے سینئر کمانڈر کورس کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک ماہر تربیت ہیں، جنہوں نے ٹریننگ کا تجربہ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ایڈمنسٹریشن کراچی اور لوزیانہ اسٹیٹ پولیس امریکہ سے حاصل کیا۔

مہمان خطیب

اس ورکشاپ میں شہری انتظامیہ، عدلیہ، پولیس اور شہری معاشرہ سے ممتاز افراد کو مہمان خطیب کے طور پر بلایا گیا تھا۔ اس میں سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان، سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ سندھ، سابق وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق و قانون اور حاضر سروس سیکریٹری اور سابق سیکریٹریز اور سابق اٹارنی جنرل پولیس شامل تھے۔ شہری سوسائٹی کی جانی پہچانی شخصیات اور ماہرین بھی مدعو تھے جنہوں نے اپنے تجربات سے شرکاء کو مستفید کیا۔

مہمان خطیب اور ماہرین کا مختصر خاکہ

1) جسٹس سعید الزماں صدیقی (ریٹائرڈ) سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان انہوں نے تفتیشی نظام اور انسانی حقوق کی حفاظت پاکستان کے آئین کے مطابق ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔

2) ریٹائرڈ جسٹس دیدار حسین شاہ: سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ سندھ انہوں نے قانون کی حکمرانی کے موضوع پر شرکاء سے خطاب کیا۔

3) بیرسٹر شاہدہ جمیل: سابقہ وفاقی وزیر برائے قانون انسانی حقوق حکومت پاکستان ان ذمہ دار خواتین کے حقوق، اقلیت، پناہ گزین،

4) جناب اسد جہانگیر صاحب: سابق انسپکٹر جنرل پولیس: ان کی ذمہ داری کے حلقے کا تعلق بلاامتیاز انسانی حقوق اور پولیس پر مباحثہ سے ہے۔

5) مسٹر ظفر احمد فاروقی: سابقہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس۔ یہ بچوں کے لئے انصاف کے حصول اور مجرم بچوں سے متعلق امور کی دیکھ بھال پر مامور ہیں۔

6) جناب غلام قادر تھیبو: PSP انسپکٹر جنرل آف سندھ جیل۔ یہ گرفتار شدہ افراد کے انسانی حقوق اور اسکولوں میں سخت سزاؤں سے متعلق امور کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

7) جناب غلام شبیر شیخ: پولیس کے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل مرکزی تفتیشی ایجنسی سندھ۔ یہ ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن کے روح رواں ہیں۔

8) جناب سعود احمد: ایڈیشنل جنرل پولیس کراچی۔ ان کے مطمع نظر دہشت گردی ہے اور دہشت گردوں کا کراچی کے C.I.D آفس پر حملے کے کیس کا مطالعہ ہے۔

9) جناب انور حیدر: سابق چیف سیکریٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت سندھ۔ انہوں نے انسانی حقوق پر عملدرآمد کے سلسلے میں دستور کی فراہمی اور اقوام متحدہ کے کنونشن کی پاکستان میں توثیق کے موضوع پر بات کی۔

10) جناب ضیاء الاسلام: سابق سیکریٹری حکومت سندھ اور سابق مشیر وزیر اعلیٰ سندھ۔ انہوں نے شرکاء سے ضلعی مجسٹریٹ اور پولیس کا پاکستان کے جرائم و انصاف کے نظام پر اثرات کے موضوع پر خطاب کیا۔

11) جناب حیدر عباس رضوی: کلینک ماہر نفسیات اور کراچی یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر۔ شعبہ نفسیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے جرائم کی پروفائنگ اور انٹرویو کی تیکنیک کے موضوع پر پر روشنی ڈالی۔

12) جناب احمد چنائے: ستارۂ امتیاز، سٹیزن پولیس حدود کمیٹی کراچی۔ ان کا موضوع کمیونٹی پولیسنگ تھا۔

13) محترمہ فوزیہ طارق صاحبہ: سول سوسائٹی ممبر، چیف آپریٹنگ آفیسر مشاورتی انتظامیہ اور تربیتی خدمات کراچی۔ ان کی تقریر کا موضوع پولیس کے بارے میں عوامی رائے اور پولیس کا ردعمل تھا۔

14) جناب منیر شیخ: اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس، سندھ پولیس، عدالتی ڈویژن۔ یہ سندھ پولیس کے عدالتی ڈویژن کے صدر تھے اور عدالتی جرائم کی تفتیش میں کرائم لیبارٹری میں شرکاء کی تربیت ان کی ذمہ داری تھی۔

15) پروفیسر احمد علی خان: سائیکاٹرسٹ نیشنل ہیلتھ سروس (برطانیہ) انہوں نے شرکاء سے پولیس، دہشت گردی اور ذہنی صحت کے حوالے سے گفتگو کی۔

16) جناب خطیب احمد: سینئر ایگزیکٹو ممبر شہری نے شرکاء کو اس ورکشاپ کے مقاصد، این-ای-ڈی اور شہری کی کمیونٹی کے ترقی میں شمولیت اور پولیس آفیسر کی پیشہ ورانہ مہارت کی بہتری پر بریف کیا۔ آزادیٔ زندگی کے حوالے سے دستور کی فراہمی پر وضاحت کی۔

فیڈ بیک

ہر ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء کے درمیان تشخیصی فارم بھی تقسیم کیا گیا جو ورکشاپ کے نتیجہ کو ظاہر کرتا ہے۔ مجموعی طور پر ورکشاپ کا تاثر بہترین رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر رسمی فیڈ بیک بھی لیا گیا۔ ہر اجلاس کے اختتام پر چائے کے وقفے کے دوران کا فیڈ بیک بھی بہت اچھا رہا۔ شرکاء اس کی ورکشاپ سے خاصے متحرک ہوئے اور انہوں نے اس بات کو یقینی بنانے کا اظہار کیا کہ وہ ان بین الاقوامی اُصولوں کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران عمل میں لائیں گے۔ •

کراچی کی پیداوار کو سہارا دینا

مستقبل کے منصوبہ سازوں کے منصوبے اور رائے

کراچی کی پیداوار کو سہارا دینا ''مستقبل کے منصوبہ سازوں کے منصوبے اور رائے'' کے عنوان سے C.B.E نے این ای ڈی یونیورسٹی اور فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے مقامی ہوٹل میں ایک سیمینار منعقد کیا جس میں این ای ڈی یونیورسٹی کے آرکیٹکچر کے شعبے اور انڈس ویلی اسکول آف آرٹ کے لئے نصابی پراجیکٹ کو جس کا مقصد شہر کے ماحول کو بہتر بنانا تھا خاص طور پر مدِ نظر رکھا گیا تھا۔

اس سیمینار کا متن وہ محدود کوششیں تھیں جو نوجوان اپنے نصابی عمل کے دوران شہر کی ترقی کے لئے کر رہے ہیں۔ قوم کا مستقبل اب نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بھی اہم ہے کہ ہم ان کے رجحانات کا اندازہ لگائیں کہ وہ مستقبل کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کی کیا توقعات، امیدیں، خواہشات اور تجاویز ہیں۔ انہی خیالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان خرابیوں اور خامیوں کا حل بتایا جو کہ بدقسمتی سے اس شہر کو درپیش ہیں۔ شہری نے فیصلہ کیا کہ وہ ان نئے اور نوجوان خیالات کو پلیٹ فارم مہیا کرنے کے لئے سیمینار کا اہتمام کرے گی جس کی بنیاد پر نوجوان شہر کو رہنے کے قابل اور خوش حال بنائیں گے۔ این ای ڈی یونیورسٹی کی پریزینٹیشن میں زمین کے استعمال کے رجحان اور کلفٹن اور لائنز ایریا کے لئے قابل تائید پیداواری سفارشات پیش کی گئیں جبکہ انڈس ویلی اسکول آف آرٹ نے Interstitle اور پسماندہ بچوں کو اپنا موضوع بنایا۔ سیمینار کے شرکاء نے ان نوجوانوں کے خیالات ان کی تحقیقات اور ان کے عوام دوست اور نئی جہت کے منصوبوں کو بے حد سراہا۔

ان پریزینٹیشن پراجیکٹ کا نظری اظہار بھی کیا گیا جب کہ شرکاء نے ان کو دیکھتے ہوئے طالب علموں اور فیکلٹی سے مختلف سوالات بھی کئے ۔ اس کے علاوہ پینل کے ساتھ باہمی مشاورت بھی ہوئی جس کے دوران شرکاء نے پراجیکٹ کے بارے میں مختلف سوالات کئے اور پراجیکٹ پر عمل درآمد کے حوالے سے اس کے امکانات رجحانات وغیرہ پر اہم تبصرے کئے اور ترامیم کی بھی تجاویز دیں اور اس بات پر متفق ہوئے کہ شہر کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لئے اب حکومت اور تعلیمی اداروں کے درمیان معنی خیز رابطوں کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

کچھ شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ طالب علموں کو ترقیاتی منصوبے کے حوالے سے سیاسی طور پر بھی آگاہ ہونا چاہئے تاکہ ان کے پراجیکٹ زمینی حقائق سے ہم آہنگ ہوں۔ شہری معاشرے کے اندر فوری طور پر پریشر گروپ بنائے جو کہ شہر کے مستقبل کے حوالے سے رائے عامہ کو ہموار اور اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مطابقت بنانے کے معاملے پر بھی باہمی اتفاق رائے پیدا کریں۔

شرکاء نے ایسے مواقع بار بار فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ شہر کو درپیش مسائل سے نمٹا جا سکے۔

بقیہ صفحہ نمبر 4

اس سلسلے میں تحقیقات میں جس میں GIS گاؤں کے منصوبے کی نقشہ بندی کی گئی ہے عوامی آگاہی کا کتابچہ مرتب کیا جارہا ہے اور اس کے خاکے کو طباعت کے لئے حتمی شکل دی جاچکی ہے۔

سیاسی ومعاشی تجزیئے کی حتمی رپورٹ

شہر کراچی کے سیاسی معاشی تجزیہ اور منصوبے کی حتمی رپورٹ کی تیاری ساتھ ساتھ تیار کی جارہی ہے۔ وسیع مطبوعات اور جائزے اور مشاورت شروع کی جاچکی ہیں اور سماجی منصوبہ کی جوابدہی کا طریقہ مثلاً پرابلم ٹری تجزیہ اور منطقی فریم ورک تجزیہ بھی اس رپورٹ میں شامل ہیں۔ کراچی کے گوٹھ میں شہر کی مجموعی پیداوار کے حوالے سے تاریخی ترقی کا ڈیٹا بھی جمع کیا جاچکا ہے۔

اس رپورٹ میں زمینی انتظامیہ اور ڈیولپمنٹ ایسوسی ایٹس کے ساتھ اتحادی پبلک سروس کے ساتھ سرگرم تعلق پر سب سے زیادہ توجہ مرکوز کی گئی اور اس سلسلے میں اہم اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ دستاویزات تیار کی جارہی ہیں۔

یہ رپورٹ ایک حلقے کی بنیاد پر سیاسی ومعاشی تجزیہ کرکے ایسی رکاوٹوں کا خاکہ بھی تیار کرے گی جو شہری کمیونٹی کے اندر ثقافت اور روزگار وغیرہ کے سہارا دینے میں حائل ہیں۔

سیاسی ومعاشی تجزیہ کو حتمی شکل دی جاچکی ہے۔ اب اس کو مرتب کیا جارہا ہے اور پھر اس کو ضروریات کے رجحان کے سروے کے دستاویزات کمیونٹی سکور کارڈ کے مرحلوں اور مواقع اور ایسے منصوبوں کی تفصیلی حتمی رپورٹ جو پچھلے ورکشاپ میں اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ متعارف کرائی گئی تھی کے ساتھ جمع کرادی جائیں گی۔

سیکشن III: پروگرام کے نتائج کی تکمیل

پراجیکٹ میٹرکس منصوبہ کے مطابق اصلاحی پروگرام کی تحریک جاری ہے، تاہم شہر میں امن عامہ اور شدید بارشوں کے باعث مشاورتی اجلاس تعطل کا شکار ہوگیا، اس پروگرام کی تکمیل کی جارہی ہے۔

سیکشن VI: مسائل (اگر ہیں) کا قبل از وقت اندازہ لگانا اور ان کے حل کے لئے فوری اقدامات کرنا۔ تعلیمی میدان میں صرف رند گوٹھ میں کمیونٹی سکور کارڈ کا اہتمام کیا جارہا ہے جب کہ منصوبے کے سو گوٹھوں میں اس کا اجراء نہیں کیا گیا۔ لمبے گوٹھ کے رند گوٹھ میں اسکول نہیں چل رہا ہے جبکہ رمضان گوٹھ میں اسکول ایک NGO چلارہی ہے۔

اس پروجیکٹ کے حوالے سے ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں شہری نے مختلف تنظیموں سے جو کہ صحت، تعلیم، ماحول، نکاس اور روزگار وغیرہ کے شعبوں میں کام کررہی ہیں سے تعاون اور باہمی اتحاد کی درخواست کی۔ اس سیمینار میں تین گوٹھوں کی کمیونٹی اور ان سے تعلق رکھنے والے لوازمات کو گڈاپ ٹاؤن میں ایک فورم دیا اور منتخب سرکاری، نجی اور سول تنظیموں سے مل کر تعاون کے لئے تبادلۂ خیال کیا۔ اس سیمینار کا اہم مقصد کمیونٹیز کو خدمات کی ترسیل اور روزگار میں ترقی کے متبادل اختیار دے کر مضبوط بنانا تھا۔

شہری کے بارے میں

شہری ... برائے بہتر ماحول کراچی میں قائم ایک ایسا گروپ ہے جو 1988ء میں کراچی کے کچھ شہریوں کی جانب سے قائم کیا گیا اور جس کا مقصد ماحول کی تباہی پر اپنے تحفظات کا اظہار کرنا تھا۔

شہری قدرتی اور مصنوعی ماحول کے مسائل پر توجہ دیتا ہے۔ غیر قانونی تعمیرات، ماحول کے بارے میں قانون شکنی اور اسی طرح کی دوسری علامات مثلاً آلودگی، ٹریفک کی زیادتی، نکاسی آب، غیر قانونی تعمیرات، پارکنگ کی عدم دستیابی اور امن وامان کی صورتحال وغیرہ ان تمام مسائل پر شہری خاص توجہ دیتا ہے۔ شہری حکومتی اداروں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور سول سوسائٹی کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے۔

کامیابیاں

- گلاس ٹاور کلفٹن سے متصل سڑک پر ہونے والے غیر قانونی تعمیر کا انہدام اس عمل سے سڑک چوڑائی کم ہونے سے بچالی گئی۔
- منگھوپیر روڈ پر گٹر باغیچہ پارک کے 480 ایکڑ رقبے کا تحفظ۔ یہ لیاری کے گنجان علاقے میں واحد کھلی تفریح گاہ ہے جو تقریباً 10 لاکھ کی آبادی کے لیے تازہ ہوا کی حیثیت رکھتی ہے۔
- کراچی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے علاقے میں کڈنی ہل پارک کے 62 ایکڑ زمین کا تحفظ جس میں 18 ایکڑ پر کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کی تنصیبات بھی شامل تھیں۔
- KBCA کی اوورسی کمیٹی کا قیام اور معلومات عامہ کے کاؤنٹر کا قیام۔
- کراچی اور سندھ میں KTC کے 11 اور SRTC کے 15 بس ڈپوؤں کو کمرشل کرنے اور فروخت روکنے کا انتظام۔ آج کل یہ پلاٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جانب سے انٹرسٹی بس ٹرمینلز اور دیگر سفری سرگرمیوں میں استعمال ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے سڑکوں پر سے غیر قانونی بس ٹرمینلز کا خاتمہ ہوگیا ہے۔
- لائنز ایریا کراچی میں میکرو کے مقام پر سیونگ ویب گراؤنڈ پلے فیلڈ کا قیام۔
- باغ ابن قاسم کلفٹن پر غیر قانونی رہائشی منصوبے سے اس طرح کے دوسرے غیر قانونی منصوبوں کی الاٹمنٹ رک گئی۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس جگہ پارک بنادیا ہے۔
- لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔

- لاہور بچاؤ تحریک کے ذریعے کینال بینک وائیڈننگ پروجیکٹ کے نقصانات میں کمی۔
- کوئٹہ میں سیسمک بلڈنگ کوڈ کا دوبارہ اطلاق۔
- پاکستان بھر اور خاص طور پر شہری پولیس کے 390 افسران کی انسانی حقوق، شہریوں سے رابطے اور پولیس کی اصلاحات کے بارے میں تربیت۔
- سالہا سال سے شہری کی مہارت کا اعتراف اعلیٰ عدالتوں نے کیا ہے اور غیر قانونی تعمیرات کے معاملے پر شہری کو عدالت کا دوست کہا گیا ہے۔

مقاصد

- باخبر اور باعمل سول سوسائٹی، اچھی حکمرانی شفاف معاملات اور قانون کی حکمرانی قائم کرنا۔
- ریسرچ دستاویز سازی اور ڈائیلاگ کی بہتری کے ساتھ عام آدمی کے لئے پالیسیوں کی تیاری۔
- ایک پُر اثر اور شہر بھر کی نمائندہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کا قیام یعنی افرادی قوت کی فراہمی اور تربیت۔
- کراچی شہر کے لئے ایک مکمل اور بہتر ماسٹر/زونل پلان کی تیاری اور اطلاق۔
- معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کا اطلاق۔

شہری کا انتظام کس طرح چلتا ہے؟

- ایک اعزازی مینیجنگ کمیٹی جس کو جنرل باڈی 2 سال کے لئے باقاعدہ منتخب کرتی ہے۔ یہ کمیٹی جمہوری انداز میں کام کرتی ہے۔
- شہری کی ممبرشپ ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو اس کے مقاصد اور میمورنڈم کو قبول کرتے ہیں۔

شہری کو ضرورت ہے:

والنٹیئر ورکرز جو مندرجہ ذیل منصوبوں پر کام کرسکیں:

- لیگل
- میڈیا اور آؤٹ ریچ
- آلودگی کے خلاف
- پارک اور تفریح
- گن فری سوسائٹی
- ورثہ اور اس کا بچاؤ
- فنڈز کا انتظام

کراچی کا عظیم بزرگ

جمعرات، 20 / مارچ 2012ء کے دن مشہور کالم نگار اردشیر کاؤس جی کو شہری کے ممبران نے ایک ایوارڈ دیا جس کا عنوان بہتر ماحول کے لئے شہری تھا۔ یہ ایوارڈ شہری کی ماحولیاتی بہتری کے لئے کی جانے والی کاوشوں میں اردشیر کاؤس جی کے بیش قیمت تعاون، عوام الناس کی بہبود کے لئے ان کی کوششوں اور عام شہری کے حقوق کے تحفظ کے لئے ان کی اخلاقی اور مالی معاونت کے اعتراف کے طور پر دیا گیا۔

یہ ایوارڈ جناب دانش زوبی جو کہ 1988 میں قائم ہونے والے اس گروپ کے 7 بانی ممبران میں سے ہیں نے پیش کیا۔ اس موقعے پر سپاس نامہ نورالدین احمد نے پڑھا جو کہ کمیٹی ممبر ہیں۔ انہوں نے ایسی مختلف سرگرمیوں اور منصوبوں پر روشنی ڈالی جہاں کاؤس جی نے NGO کی مدد کی۔

اس پروگرام میں موجود مختلف ممبران اور حاضرین نے گزشتہ کئی برسوں میں مہمان خصوصی کے ساتھ اپنے مختلف تجربات پر روشنی ڈالی اور کاؤس جی کے مدد کرنے کے جذباتی انداز کی بھی نشاندہی کی۔

جواب میں کاؤس جی نے اس خوبصورت اور غیر رسمی شام کے موقعے پر شہری کے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اپنی زندگی کے تجربات میں سے کچھ کہانیاں جن میں نہایت خوبصورتی سے پارسی محاوروں کا استعمال کیا گیا تھا حاضرین کو سنائیں۔

یہ تقریب شہری کے دفتر میں منعقد ہوئی جس میں شہری کے ممبران اور ان کے دوست اور خیر خواہوں نے شرکت کی۔